باب 1

معاشیات کی نوعیت اور وسعت

NATURE AND SCOPE OF ECONOMICS

اہم موضوعات

☆ معاشیات کا تعارف

☆ معاشیات کی تعریف

(a) ایڈم سمتھ

(b) الفریڈ مارشل

(c) پروفیسر رانبز

☆ وسعت مضمون

(a) معاشی مسئلہ اور اس کی نوعیت

(b) انسان کا مطالعہ بحیثیت فرد یا جماعت

(c) معاشیات علم ہے یا فن؟

☆ معاشی قوانین اور ان کی نوعیت

(a) جزوی معاشیات اور کلی معاشیات

(b) اثباتی معاشیات اور ہدائتی معاشیات

☆ معاشیات کے مطالعہ کے فوائد

www.downloadclassnotes.com

معاشیات کا تعارف
(Introduction of Economies)

انسان کی تخلیق کا مقصد کچھ بھی ہو مگر اتنی بات مسلم ہے کہ وہ اپنے جنم دن سے ہی حاجات اور خواہشات میں گھرا ہوا ہے اور تا دم مرگ ان سے چھٹکارا حاصل نہیں کر پائے گا۔ جس دن سے حضرت آدم علیہ السلام نے اس دھرتی پر قدم رکھا ہے بھوک مٹانے، پیاس بجھانے اور تن ڈھانپنے کے لئے انسان اشیائے خورد و نوش کے لئے سرگرداں ہے۔ ابتداء میں اس نے غاروں کو اپنا مسکن بنایا۔ جنگلی جانوروں کے شکار سے نیز جڑی بوٹیوں، درختوں کے پتوں اور پھلوں سے اپنے پیٹ کا دوزخ بھرا۔ پھر آبادی بڑھی تو دریاؤں اور چراگاہوں کے قرب و جوار میں خیمہ زن ہوا۔ جانوروں کے پیچھے بھاگنے کی بجائے اب انہیں پال کر دودھ، گوشت اور کھالیں حاصل کرتا تھا۔ اس سے دیہات کی بنیاد پڑی۔ پیشوں کی تقسیم ہوئی۔ کھڈیوں اور دستکاریوں کا دور آیا تو پھر شہر آباد ہوئے۔ سائنس نے ترقی کی تو ایجادات اور دریافتیں ہوئیں۔ انسان جب مشینی عہد میں داخل ہوا تو اس کی حاجات مزید بڑھیں۔ اس نے اپنی زندگی کو رنگین سے رنگین تر بنانے کے لئے پہلے سہولیات اور پھر تعیشات کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیا۔ اس طرح اس کی بھاگ دوڑ کا لامتناہی سلسلہ جاری ہے اور اس وقت تک جاری رہے گا جب تک اس کائنات میں ایک بھی انسان کا وجود باقی ہے۔ اپنے گرد و پیش پر نظر ڈال کر ذرا غور تو کیجئے کہ کھیتوں میں کسانوں کے ٹریکٹروں کے چلنے کی آوازیں رات دن کیوں آتی رہتی ہیں۔ فیکٹریوں کی چمنیاں اپنا دھواں شب و روز کیوں اگلتی رہتی ہیں۔ سڑک پر بسوں اور ٹرکوں کا شور اور ریل پٹڑی پر چلتی ہوئی گاڑی کی چھک چھک آخر کیا پیغام دیتی ہے۔ رات گئے تک دوکانوں اور کاروباری اداروں کی بتیاں کس لئے روشن رہتی ہیں اور دفتروں اور تعلیمی اداروں کی گہما گہمی صبح سویرے ہی کیوں شروع ہو جاتی ہے؟ آخر اس تگ و دو کا راز کیا ہے؟ آئیے آپ کو بتاتے چلیں کہ یہ سب کچھ محدود ذرائع کو استعمال میں لا کر اشیاء و خدمات کے حصول کی انسانی کوشش ہے جس سے انسان کی بے شمار حاجات تسکین پذیر ہوتی ہیں اور انسان کی یہی کوشش اور معاشی جد و جہد معاشیات کا موضوع بحث ہے۔

معاشیات کے اہم تصورات (Important Conepts of Economics): علم معاشیات میں جب تک ہم مندرجہ ذیل تصورات کا احاطہ نہیں کریں گے اُس وقت تک ہمیں معاشیات کے نفسِ مضمون کا ادراک نہیں ہو سکتا۔

1- انسانی حاجات
(Human Wants)

انسان کی زندگی کا انحصار جن چیزوں پر ہوتا ہے وہ انسانی حاجات کے دائرہ کار میں آتی ہیں یعنی انسان کو زندہ رہنے کے لئے جن بنیادی اشیاء کی ضرورت ہوتی ہے جیسے خوراک، لباس، تعلیم، صحت، رہائش وغیرہ سے لیکر آسائشات جیسے کار، فریج، ٹی وی، کمپیوٹر، موبائل وغیرہ تمام اس زمرے میں آتی ہیں۔ اشیاء کے علاوہ خدمات بھی اتنی ہی ضروری ہیں جیسے وکیل، استاد، ڈاکٹر وغیرہ بھی انسانی حاجات کی تسکین میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ انسانی حاجات کو بنیادی طور پر دو اقسام میں بیان کرتے ہیں۔

(i) غیر معاشی حاجات (Non-Econmoic Wants): ایسی حاجات جن کو حاصل کرنے کیلئے کوئی قیمت ادا نہ کرنی پڑے غیر معاشی حاجات کہلاتی ہیں۔ مثلاً سورج کی روشنی، پانی، ہوا وغیرہ علم معاشیات کے دائرہ کار میں غیر معاشی حاجات میں آئیں۔

(ii) معاشی حاجات (Economic Wants): ایسی حاجات جنکو پانے کیلئے کوئی قیمت ادا کرنی پڑے معاشی حاجات کہلاتی ہیں مثلاً، لباس، خوراک، رہائش، ڈاکٹر، وکیل، اشیاء وغیرہ

علم معاشیات کے دائرہ کار میں صرف معاشی حاجات آتی ہیں یعنی ان اشیاء وخدمات کا حصول جن کے لئے مادی وسائل خرچ کرنے پڑیں یا ان کی کوئی قیمت ادا کرنی پڑے۔

انسانی حاجات اوران کی تسکین
Human Wants and Their Satisfaction

حاجات حاجت کی جمع ہے اور حاجت کے معنی ضرورت یا خواہش کے لئے جاتے ہیں۔ اس طرح حاجات کو ضروریات' خواہشات یا مقاصد کے ہم معنی قرار دیا جاتا ہے۔ انسان کی پیدائش ہی سے حاجات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور تادم مرگ جاری رہتا ہے۔ ان حاجات کی تسکین کے لئے اسے مختلف اشیاء اور خدمات درکار ہوتی ہیں جن کے حصول کے لئے وہ شب و روز جدوجہد کرتا ہے۔ یعنی مختلف کاموں اور سرگرمیوں میں حصہ لیتا ہے۔ انسان کے گردوپیش پر نظر ڈالیں تو وہ بے شمار ضروریات میں گھرا ہوا نظر آتا ہے۔ ان میں کھانے پینے کی اشیاء' رہائش' کپڑا' بچوں کی تعلیم و تربیت کے مسائل سے لے کر بچوں کی شادی بیاہ تک کی اشیاء وغیرہ کی ایک فہرست شامل ہے۔ غرض انسانی حاجات ان گنت ہونے کے ساتھ ساتھ بار بار پیدا ہوتی رہتی ہیں اور انہیں پورا کرنے کے لئے انسان عمر بھر سرگرداں رہتا ہے۔ حیات انسانی کے اوائل میں تو یہ حاجات سادہ اور مختصر ہوتی تھیں مگر جیسے جیسے انسانی زندگی میں سائنسی' معاشرتی اور معاشی ترقی آتی گئی۔ ویسے ویسے ان حاجات میں جدت' تنوع اور رنگارنگی بھی پیدا ہوتی چلی گئی اور انسانی مشینری لوہے کی مشینوں کی مدد سے اب ہردم اس مشن کی تکمیل کے لئے کوشاں نظر آتی ہے۔ درج ذیل شکل (چکر) سے یہ بات واضح ہے کہ انسانی معاشی جدوجہد کا محرک انسانی حاجات ہی ہیں۔ جو کہ مختلف اشیاء وخدمات سے تسکین پذیر ہوتی ہیں۔

حاجات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1۔ بنیادی ضروریات (Basic Necessities): ان میں وہ حاجات شامل ہیں جو جسم و روح کا رشتہ قائم کرنے کے لئے ضروری ہیں مثلاً زندہ رہنے کے لئے اشیائے خوردونوش' پہنے کے لئے کپڑا اور رہائش کے لئے مکان وغیرہ۔

2۔ سہولیات یا آسائشیات (Comforts): ایسی حاجات جو انسانی زندگی میں سہولت پیدا کر دیں مثلاً موٹر سائیکل' گھڑی' ریڈیو' بجلی کا پنکھا وغیرہ۔

3۔ تعیشات (Luxuries): ایسی اشیاء جن سے زندگی میں رنگینی اور ٹھاٹھ باٹھ پیدا ہو۔ مثلاً خوبصورت کوٹھی' دبیز قالین' بیش قیمت لباس' رنگین ٹی وی' ریفریجریٹر' ایئر کنڈیشنر وغیرہ۔ حاجات دو طرح کی ہوتی ہیں۔

(الف) معاشی حاجات (Economic Wants): یہ ایسی ضروریات ہیں جنہیں پورا کرنے کے لئے انسان کو تگ و دو کرنی پڑتی ہے۔ یعنی معاشی جدوجہد میں حصہ لینا پڑتا ہے اور ان .

کے حصول کے لئے معاوضہ یا قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ کپڑا' آٹا' چینی' سائیکل وغیرہ معاشی حاجات کے زمرے میں آتے ہیں۔ یہ مادی بھی ہوتی ہیں اور غیر مادی بھی۔

(ب) غیر معاشی حاجات: (Non-Economic Wants) ایسی حاجات مفت میں پوری ہو جاتی ہیں گویا ان کی تسکین کے لئے انسان کو نہ تو بھاگ دوڑ اور نہ ہی کوئی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔ مثلاً ہوا' بارش' سورج' ماں کی ممتا' دوست کی محبت وغیرہ۔ علم معاشیات میں ہمارا تعلق صرف معاشی حاجات سے ہوتا ہے۔

معاشی حاجات کی خصوصیات
(Characteristics of Human wants)

1- ان گنت اور لاتعداد ہیں (Human wants are unlimited): انسانی حاجات بے شمار اور ان گنت ہیں چونکہ ان معاشی حاجات کو پورا کرنے کے ذرائع محدود ہوتے ہیں۔ لہٰذا بیک وقت ان سب کو پورا نہیں کیا جا سکتا البتہ ان کی تسکین کے لئے معاشی جدوجہد کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان کے گرد و پیش نظر ڈالی جائے تو وہ کھانے پینے' رہنے سہنے' اوڑھنے پہننے جیسی ہزاروں حاجات میں گھرا ہوا نظر آتا ہے۔

2- بار بار جنم لیتی ہیں (Human wants are recurring): انسان کی اکثر حاجات ایسی ہوتی ہیں جنہیں بار بار پورا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے جب ان کی ایک بار تسکین ہوتی ہے تو کچھ عرصے بعد ہی وہ پھر نئے سرے سے پیدا ہو جاتی ہیں اور اپنی تسکین کا تقاضا کرتی ہیں۔ مثلاً پیاس کا بار بار لگنا صبح' دوپہر اور شام بھوک کا لگنا' قمیض' شلوار' بشرٹ اور پتلون کے پھٹ جانے پر پھر ایسے ہی لباس کی ضرورت کا پیش آنا' کار اور موٹر سائیکل میں بار بار پٹرول ڈلوانا وغیرہ۔

3- اہمیت میں فرق پایا جاتا ہے (Human wants differ in importance): اہمیت کے اعتبار سے تمام حاجات ایک جیسی نہیں ہوتیں۔ ان میں سے بعض زیادہ اہم اور ضروری ہوتی ہیں لہٰذا ان کی تسکین بھی فوری طور پر کرنا پڑتی ہے جبکہ بعض حاجات کم اہم ہوتی ہیں۔ اس لئے انہیں ملتوی بھی کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کو سخت بھوک لگی ہو اور اسے پین بھی خریدنا ہو تو ایسی صورت میں وہ پہلے بھوک مٹانے کے لئے کھانا حاصل کرے گا اور بعد میں اگر اس کی جیب اجازت دے گی تو پین خریدے گا۔ گویا حالات کے پیش نظر وہ پین کی خرید مستقبل کے لئے ملتوی کر دے گا۔

4- متبادل ہوتی ہیں (Alternative methods of satisfaction): مختلف حاجات کو کئی طریقوں سے پورا کیا جا سکتا ہے مثلاً پیاس پانی کے علاوہ شربت' دودھ اور کوکا کولا سے بھی بجھائی جا سکتی ہے۔ اس طرح طویل سفر کی سواری کیلئے کار' بس' ویگن اور ریل گاڑی میں سے کسی ایک کا انتخاب کیا جا سکتا ہے اور بھوک مٹانے کیلئے روٹی' چاول' گوشت' سبزی' دال وغیرہ میں سے کسی بھی حسب حال اور من پسند شے کو استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

5- اشیاء کی مشترک طلب رکھتی ہیں (Complementary wants): بعض حاجات ایسی ہوتی ہیں جن کی تسکین کیلئے بیک وقت کئی اشیاء کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً لکھنے کے لئے پین اور روشنائی' سواری کے لئے اگر سفر لمبا ہو تو کار اور پٹرول کی اور اگر سفر کم ہو تو تانگے اور گھوڑے کی' کھیلنے کے لئے ہاکی اور گیند کی وغیرہ۔

www.downloadclassnotes.com

6- تسکین پذیر ہوتی ہیں (Quality of satisfaction): اگرچہ تمام حاجات کو بیک وقت پورا تو نہیں کیا جا سکتا تاہم بعض حاجات کی محدود ذرائع سے تسکین ہو سکتی ہے۔ مثلاً بھوک کھانے سے مٹ سکتی ہے۔ پین سے لکھنے کی خواہش تسکین پا سکتی ہے۔ نقل و حمل کے لئے بس یا ریل گاڑی استعمال میں آ سکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

7- متقابل ہوتی ہیں (Human wants compete with each other): انسانی احتیاجات آپس میں مقابلہ کرتی ہیں کیونکہ ذرائع محدود ہوتے ہیں اور خواہشات بے شمار اس لئے ذرائع کو استعمال میں لاتے وقت کئی پیش نظر احتیاجات میں سے زیادہ اہم کا انتخاب کرنا پڑتا ہے اور بعض کو پس پشت ڈالنا پڑتا ہے۔

8- عادتاً وجود میں آتی ہیں (Habit forming wants): بعض انسانی حاجات لوگوں کی عادات، فیشن یا رسم و رواج کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں مثلاً تمباکو نوشی، فیشن کے مطابق لباس میں تبدیلی، شادی بیاہ کے موقع پر رسم حنا، بینڈ باجا، آتش بازی وغیرہ۔

9- فیشن اور رسم و رواج کے تابع (Dependence on fashion): بعض حاجات فیشن، عادات اور رسم و رواج کی وجہ سے جنم لیتی ہیں۔ مثلاً شادی بیاہ پر مہندی کی رسم، لباس کے فیشن میں تبدیلی، پتنگ بازی کا رجحان وغیرہ۔

2- اشیاء و خدمات
(Goods and Services)

انسانی حاجات کی تسکین جن چیزوں سے ہو سکتی ہے ان کا جائزہ مندرجہ ذیل صورتوں میں لیا جا سکتا ہے۔

(i) مادی اشیاء (Material Goods): یہ ایسی اشیاء ہیں جو نظر آتی ہیں اور اپنا وزن و حجم رکھتی ہیں مثلاً آٹا، گھی، چاول، پانی، کپڑا، سائیکل، گھڑی اور پین وغیرہ۔ ان اشیاء سے انسان کی مادی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ انہیں درج ذیل دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(الف) مفت کی اشیاء (Free Goods): یہ ایسی اشیاء ہوتی ہیں جن کے لئے انسان کو جدوجہد نہیں کرنی پڑتی اور نہ ہی کوئی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے بلکہ مفت میں دستیاب ہو جاتی ہیں۔ انہیں غیر معاشی اشیاء بھی کہتے ہیں۔ ان میں ہوا، بارش، دھوپ، سورج کی روشنی وغیرہ شامل ہیں۔

(ب) معاشی اشیاء (Economic Goods): ایسی اشیاء کو حاصل کرنے کے لئے معاشی تگ و دو کرنا پڑتی ہے۔ مزید برآں ان کی قیمت اور معاوضہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً کپڑا، گھڑی، کتاب، کرسی، مکان، گندم وغیرہ۔ معاشیات میں ہمارا تعلق انہی اشیاء سے ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان تمام عمر ان کے حصول کے لئے سرگرداں رہتا ہے۔

(ii) غیر مادی اشیاء یا خدمات (Non-Economic Goods or Services): انسان کی بعض خواہشات ایسی ہوتی ہیں جن کی تسکین ایسی اشیاء سے ہوتی ہے جو نہ تو حجم رکھتی ہیں اور نہ ہی وزن۔ انہیں خدمات کا نام دیا جاتا ہے۔ مثلاً ڈاکٹر کا مریض دیکھنا، پروفیسر کا پڑھانا، گوییے کا گیت گانا، جج کا فیصلہ کرنا، وکیل کا دلائل دینا وغیرہ۔ یہ لوگ اپنے کام کے بدلے کوئی مادی شے تو پیدا

نہیں کرتے البتہ اس کام کے ذریعے انسانی خدمات ضرور سرانجام دیتے ہیں جس کے نتیجے میں انسانی حاجت کی تسکین ہوتی ہے۔

اشیائے صارفین (Consumption Goods): بعض اشیاء ایسی ہوتی ہیں جن سے احتیاجات کی براہ راست تسکین ہوتی ہے یعنی ادھر کوئی شے حاصل کر کے استعمال کی اور حاجت پوری ہوگئی۔ مثلاً پانی پینے سے پیاس بجھ گئی' کھانا کھانے سے بھوک مٹ گئی۔ پین خرید کر لکھنا شروع کر دیا۔ کار کو سواری کے کام میں لایا گیا اور کپڑے سے قمیض اور شلوار بنا کر پہن لی۔ پس پانی' روٹی' پین' کار اور کپڑا اشیائے صارفین کے زمرے میں آتی ہیں۔ انسان کے گھریلو استعمال میں جتنی اشیاء ہوتی ہیں وہ سب کی سب اشیائے صرف کہلاتی ہیں۔ ایسی اشیاء کو جب استعمال میں لایا جاتا ہے تو فوری طور پر انسانی حاجت کو پورا کر دیتی ہیں۔ ان میں مادی اشیاء بھی شامل ہوتی ہیں مثلاً آٹا' کپڑا' سائیکل' پھل وغیرہ اور خدمات بھی شامل ہوتی ہیں مثلاً ڈاکٹر' استاد' وکیل' حجام وغیرہ کی خدمات۔ بعض ماہرین نے انہیں اشیائے رواں کا نام دیا ہے۔ وہ اس لئے کہ یہ اشیاء جیسے جیسے پیدا ہوتی جاتی ہیں ویسے ویسے استعمال میں بھی آتی جاتی ہیں۔

اشیائے سرمایہ (Capital Goods): یہ ایسی اشیاء ہوتی ہیں جو احتیاجات کی تو براہ راست تسکین نہیں کرتیں لیکن مزید چیزیں جن سے ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے کے پیدا کرنے کے کام آتی ہیں مثلاً مکان اشیائے صرف میں شامل ہے لیکن اینٹ' سیمنٹ' سریا اور لکڑی وغیرہ اشیائے سرمایہ ہیں۔ اشیائے سرمایہ میں خام مال' مشینیں' آلات و اوزار' کاروباری عمارات' معدنیات وغیرہ شامل ہوتی ہیں۔ ان اشیاء کو درج ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1۔ خام اشیاء: ان اشیاء میں لوہا' اون' کپاس' گنا' چمڑا وغیرہ شامل ہیں۔

2۔ نیم تیار شدہ اشیاء: ان اشیاء میں دھاگہ' لوہے کے تار' سریا' تیار شدہ چمڑا وغیرہ شامل ہیں۔

3۔ تیار شدہ اشیاء: ان میں ہر قسم کی مشینری' آلات و اوزار' کاروباری عمارات' ٹریکٹر' ٹیوب ویل' تھریشر' ٹوکے' بیلچے وغیرہ شامل ہیں۔ یہ ایسی اشیاء ہوتی ہیں جن کو استعمال میں لا کر ضروریات کی دیگر اشیاء تیار کی جاتی ہیں۔

اشیائے صارفین اور اشیائے سرمایہ میں کوئی واضح خط امتیاز کھینچنا بعض اوقات بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ ایک ہی شے اگر ایک آدمی کے ہاں اشیائے صرف میں شامل ہو تو وہی چیز دوسرے آدمی کے یہاں بطور سرمایہ استعمال میں آتی ہے۔ مثلاً بجلی کا پنکھا اگر کسی کے گھر میں ہو تو صرف کی شئے ہے۔ اور اگر کسی دفتر یا دوکان میں لگا ہوا ہو تو اشیائے سرمایہ میں شامل ہے۔ اسی طرح اگر سلائی کی مشین درزی کے پاس ہے تو سرمایہ ہے اور اگر یہ کسی کے گھر میں ہے تو "صرف" ہے۔

چنانچہ پروفیسر ایستھم کے نزدیک بلحاظ اشیاء خط امتیاز تو نہیں کھینچا جاسکتا البتہ بلحاظ استعمال ایسا ممکن ہے کیونکہ شے کے استعمال کو پیش نظر رکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ چیز اشیائے صرف یا اشیائے سرمایہ میں شامل ہے۔ کھانا پکانے کے برتن اگر گھریلو استعمال میں ہوں تو "صرف" ہے اور اگر یہ برتن ہوٹل میں کھانا پکانے کے کام آئیں تو یہ "سرمایہ" ہے کیونکہ وہاں مزید آمدنی حاصل کرنے کے لئے انہیں استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ اس کے برعکس گھریلو استعمال میں ان سے ایسا کوئی مقصد پیش نظر نہیں ہوتا۔

سرکاری و نجی اشیاء (Public and private goods): نجی اشیاء لوگوں کی ذاتی ملکیت میں ہوتی ہیں مثلاً زاہد کا مکان' علی کی موٹر سائیکل' شہباز کا لباس' عمر کی گھڑی وغیرہ۔ سرکاری اشیاء حکومت کی ملکیت میں ہوتی ہیں لیکن عام لوگوں کے استعمال میں آسکتی ہیں مثلاً تعلیمی ادارے' کیس' پبلک ٹرانسپورٹ' ریلوے ٹریک' تفریح گاہیں وغیرہ۔

3- افادہ (Utility)

اس کائنات میں جتنی بھی اشیاء ہیں وہ کوئی نہ کوئی ضرورت اور کسی نہ کسی حاجت کی تسکین کا باعث بنتی ہیں۔ کسی شے کی اس خوبی، وصف یا قوت کو افادہ کہا جاتا ہے جس خوبی یا قوت کی بنا پر وہ کسی حاجت کی تسکین کا سبب بنتی ہے مثلاً پن میں لکھنے کی خوبی ہے۔ شربت پیاس بجھاتا ہے۔ کار سواری کے کام آتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ پس پن، شربت، کار، گھڑی، پنکھے وغیرہ میں افادہ پایا جاتا ہے۔ افادہ ایک اضافی اصطلاح ہے۔ اس لئے کسی شے میں ہر شخص کے لئے یکساں افادہ نہیں ہوسکتا۔ ایک آدمی کے نزدیک ایک شے میں زیادہ افادہ ہوتا ہے جب کہ دوسرے کے لئے اس شے میں کم افادہ ہوتا ہے اور ہوسکتا ہے تیسرے آدمی کے لئے اس میں سرے سے افادہ موجود ہی نہ ہو۔ مثلاً ایک طالب علم کے لئے کمرہ امتحان میں اس کا پین بہت زیادہ افادہ رکھتا ہے اس لئے کہ پین اس وقت اس کی شدید ضرورت بن جاتا ہے لیکن عام حالات میں پن میں اس قدر افادہ نہیں ہوتا بلکہ ایک ان پڑھ آدمی کے لئے تو پین میں افادہ ہوتا ہی نہیں کیونکہ وہ اسے استعمال میں نہیں لاسکتا۔ اسی طرح ایک سگریٹ پینے والے کے لئے تو سگریٹ میں افادہ ہوتا ہے جبکہ ایسے شخص کے لئے اس میں افادہ نہیں ہوتا جو سگریٹ نوشی نہ کرتا ہو۔ اشیاء کے علاوہ خدمات میں بھی افادہ ہوتا ہے۔ مثلاً ایک استاد کے لیکچر، ایک وکیل کی بحث اور ایک جج کے فیصلہ میں بھی افادہ پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کی خدمات سے بھی کچھ حاجات تسکین پذیر ہوتی ہیں۔ پس جس شے کی طلب جس قدر شدید ہوگی اسی نسبت سے اس میں افادہ بھی زیادہ ہوگا اور اس کی قدر و قیمت بھی بلند ہوگی۔

افادہ کی خصوصیات (Characteristics of Utility)

درج ذیل حالات میں مختلف اشیاء کے افادے بدلتے رہتے ہیں۔

1- طلب کی شدت پر (Intensity of demand): یہ جاننے کے لئے کہ کسی شے میں افادہ زیادہ ہے یا کم اس کی خواہش اور طلب کو پیش نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ جس چیز کی طلب و قدر شدید ہوگی اتنا ہی اس میں زیادہ افادہ ہوگا اور جس چیز کی خواہش کم ہوگی اس میں افادہ بھی کم ہوگا۔ اگر کوئی آدمی کسی شے کی خواہش نہیں کرتا تو اس کے لئے اس شے میں افادہ موجود ہی نہیں ہوتا مثلاً اگر ایک آدمی کیلے پسند نہیں کرتا تو اس کے نزدیک کیلے میں افادہ موجود نہیں اور جو کیلے پسند کرتا ہے اس کے لئے ان میں افادہ ہے۔ ایک معاشیات کے طالب علم کے لئے معاشیات کی کتاب میں افادہ ہے جب کہ یہ کتاب ایک ان پڑھ کے لئے کسی کام کی نہیں ہے۔

2- شے کے استعمال پر (Use of good): بعض اشیاء ایک سے زائد استعمال میں آتی ہیں۔ ان کا ایک استعمال میں افادہ زیادہ ہوتا ہے جب کہ دوسرے میں کم مثلاً لکڑی کو جلایا جائے تو کم افادہ حاصل ہوگا اور اگر اس کا فرنیچر بنایا جائے تو زیادہ افادہ حاصل ہوگا۔ اسی طرح کوئلے کو جلایا جائے تو کم افادہ حاصل ہوگا۔ اسے بھاپ کی تیاری کے لئے صنعتی استعمال میں لایا جائے تو افادہ زیادہ ہوگا۔

3- شکل بدلنے پر (Change in form): اگر کسی شے کی شکل میں تبدیلی واقع ہو جائے تو اس کا افادہ بدل جاتا ہے۔ مثلاً لکڑی سے جب دروازے، بس کی باڈی یا ریل کے ڈبے بنائے جائیں تو لکڑی کے افادے میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مٹی سے جب اینٹیں بنائی جائیں تو اس کا افادہ بڑھ جاتا ہے۔

4-وقت اور موسم بدلنے پر (Change in time and weather): وقت اور موسم کی تبدیلی بھی شے کے افادے پر اثر انداز ہوتی ہے۔ گرمی میں ٹھنڈے مشروبات، بجلی کے پنکھوں اور ایئر کنڈیشنروں کا افادہ بڑھ جاتا ہے جب کہ سردیوں میں ان اشیاء کی افادیت کم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح موسم سرما میں گرم کپڑے، قہوہ اور چائے کی افادیت موسم گرما کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔

5-مقام بدلنے پر (Change in place): جگہ یا مقام کی تبدیلی سے بھی شے کے افادے میں کمی بیشی واقع ہوتی ہے مثلاً جنگلات سے جب لکڑی کاٹ کر شہروں میں لائی جاتی ہے تو اس کا افادہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کھیتوں سے مٹی اٹھا کر مکانوں کی بھرتی کے لئے اسے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ تو اس مٹی کا افادہ بڑھ جاتا ہے۔

6- ملکیت بدلنے پر (Change in ownership): جب کوئی شے ایک شخص کی ملکیت سے دوسرے کی ملکیت میں چلی جائے تو اس کا افادہ بھی بدل جاتا ہے مثلاً سگریٹ اگر ایسے شخص کو دے دی جائے جو سگریٹ نوشی نہ کرتا ہو تو اس کا افادہ کم ہو جائے گا۔ اسی طرح ایک شخص کے پاس اس کے مرحوم دادا جان کی تصویر ہے اگر وہ تصویر اٹھا کر کسی ایسے شخص کو دے دی جائے جس کا اس تصویر والے شخص سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے تو اس تصویر کا افادہ کم ہو کر رہ جائے گا۔ لیلیٰ کی تصویر میں جو افادیت مجنوں کے لئے تھی وہ کسی اور کے لئے نہیں ہو سکتی۔

7- سائنسی معلومات میں تبدیلی پر (Change in technical knowhow): اگر سائنس کی ترقی کی بناء پر نئی نئی ایجادات اور دریافتیں عالم وجود میں آئیں تو اشیاء کے بہتر استعمال کے طریقے معلوم کئے جا سکتے ہیں اور ان کی افادیت میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اس زمانے میں فولاد سے جو جدید مشینیں اور آلات و اوزار تیار ہوتے ہیں ان کی افادیت فولاد کے پرانے استعمال کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔

8-افادہ اور فائدہ مندی (Utility and usefulness): بعض لوگ افادہ کو فائدہ مندی کے مترادف سمجھتے ہیں یہ بالکل غلط ہے اس لئے کہ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ جو چیز افادہ رکھتی ہو وہ فائدہ مند بھی ہو اس دنیا میں کئی ایسی اشیاء بھی ہیں جن میں افادہ موجود تو ہوتا ہے لیکن وہ لوگوں کی صحت اور اخلاق پر اچھا اثر نہیں ڈالتیں بلکہ نقصان دہ ہوتی ہیں مثلاً شرابی کے لئے شراب میں افادہ موجود ہے کیونکہ یہ اس کی حاجت کی تسکین کرتی ہے مگر یہ اس کی صحت کے لئے مضر ہے۔ اسی طرح افیون، زہریلی گیس، تمباکو وغیرہ میں افادہ تو ہوتا ہے مگر یہ اشیاء فائدہ مند نہیں ہوتیں پس افادہ کسی شے کی ذاتی خوبی ہوتی ہے جس سے کوئی احتیاج تسکین پاتی ہے۔ یہ چیز فائدہ مند بھی ہو سکتی ہے اور نہیں بھی ہوتی۔ اس لئے افادہ اور فائدہ مندی کو الگ الگ معنوں میں لینا چاہیے۔

افادہ اور کمیابی (Utility and Scarcity)

انسانی حاجات کے لئے جن اشیاء و خدمات کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان میں افادہ تو پایا جاتا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر انسان کے لئے کسی شے میں مساوی افادہ موجود ہو۔ بعض اشیاء اتنی وافر مقدار میں موجود ہوتی ہیں کہ ان کے حصول میں کوئی دقت پیش نہیں آتی مثلاً ہوا، سورج کی روشنی اور بارش کا پانی وغیرہ۔ یعنی وہ افادہ تو رکھتی ہیں لیکن کمیاب نہیں ہیں دوسری طرف بعض اشیاء ایسی بھی ہوتی ہیں جن سے افادہ حاصل کرنے کے لئے انسان کو مختلف معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینا پڑتا ہے اور ان کی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔ کیونکہ وہ کمیاب ہوتی ہیں۔ لہٰذا اگر غور سے دیکھا جائے تو افادہ اور اشیاء کی فراہمی (زیادہ یا کم مقدار)

www.downloadclassnotes.com

میں گہرا رشتہ موجود ہوتا ہے۔ وہ اشیاء جو طلب کے مقابلہ میں کم ہونے کی وجہ سے کمیاب ہیں انہیں قیمتاً حاصل کرنا پڑتا ہے۔ کمیابی کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ایسی اشیاء مقدار یا تعداد میں کم ہوتی ہیں بلکہ یہ انسانی حاجات کے تناسب سے کم ہوتی ہیں۔ مثلاً دنیا میں اربوں ٹن گندم پیدا ہوتی ہے لیکن طلب کے مقابلہ میں کم ہے۔ دوسری طرف گندے انڈے اور گلی سڑی سبزیاں مقدار میں کم ہونے کے باوجود افادہ نہیں رکھتیں لہٰذا انہیں کمیاب نہیں کہا جا سکتا۔ اور نہ ہی انہیں طلب کیا جاتا ہے۔ کسی شے کو دولت (wealth) قرار دینے کے لئے اس میں افادہ (Utility) کا پایا جانا ضروری ہے جبکہ دوسری طرف کمیابی (Scarcity) بھی اس کے لئے لازمی شرط ہے۔ یعنی انسانی خواہش کی تسکین کرنے والی خرید و فروخت کے قابل کمیاب اشیاء کو دولت کے زمرے میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا کسی شے میں حاجت کی تسکین کرنے کی خوبی یا وصف (افادہ) اور طلب کے مقابلہ میں اس کی مقدار کا کم ہونا (کمیابی) ایسی خصوصیات ہیں جو کہ اسے معاشی اشیاء (Economic goods) کی صف میں شامل کرتی ہیں۔ لہٰذا ان اشیاء کا حصول معاشی سرگرمیوں کا بھی محور ہے اور علم معاشیات سے راہنمائی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی۔

افادہ اور آمدنی (Utility and Income)

ہر صارف کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی آمدنی اس طرح سے خرچ کرے کہ اسے زیادہ سے زیادہ افادہ حاصل ہو۔ لہٰذا وہ سب سے پہلے زیادہ ضروری اشیاء خریدتا ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک ان میں زیادہ افادہ ہوتا ہے اور جب اس کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے تو زائد اشیاء کی خریداری شروع کر دیتا ہے اور اگر اس کی آمدنی میں کمی آ جائے تو ایسی اشیاء کی خریداری ترک کر دیتا ہے جن میں نسبتاً افادہ کم ہو۔

چونکہ امیروں اور غریبوں کی آمدنی میں بہت فرق ہوتا ہے اس لئے غریب تو بڑے سوچ و بچار اور محتاط طریقے سے خرچ کرتے ہیں جب کہ امیر اسے بے دریغ اور لاپروائی سے خرچ کرتے ہیں۔ آمدنی اور افادہ کے تعلق کو اس مثال سے واضح کیا جا سکتا ہے۔ کہ غریب نے اگر شہر کے ایک حصے سے دوسرے حصے تک سفر کرنا ہو تو وہ بس، ویگن یا تانگے میں سے کسی ایک کا انتخاب کرتا ہے تاکہ کم از کم کرایہ ادا کر کے منزل مقصود پر پہنچ جائے۔ جب کہ امیر آدمی ٹیکسی یا کار کو ایسے سفر کے لئے استعمال میں لاتا ہے۔ گویا اسے کرایہ کم یا زیادہ کی پروا نہیں ہوتی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ غریب کی آمدنی چونکہ کم ہوتی ہے اس لئے اس کے نزدیک اس کا افادہ زیادہ ہوتا ہے۔ اور امیر کی آمدنی زیادہ ہو جانے کی وجہ سے اس کا افادہ بھی کم ہو جاتا ہے۔

معاشیات کی تعریف (Definition of Economics)

لفظ Economics (اکنامکس) کا مادہ ایک لاطینی لفظ Oiko Nomos ہے۔ جس کے معنی گھریلو ضابطہ کے بنتے ہیں۔ یعنی ایک گھر میں رہنے والے افراد کیسے روزی کماتے اور زندگی گزارتے ہیں۔ بعد میں اس لفظ کا اطلاق "Polos" یعنی ریاست پر کیا گیا جس سے یہ مراد لی گئی کہ کسی ریاست میں بسنے والے افراد کی معاشی زندگی کس طرح گزرتی ہے اور وہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے کیا اقدامات کرتے ہیں۔ اسی لئے شروع میں اسے پولیٹیکل اکانومی (Political Economy) کا نام دیا گیا جسے بعد میں Economics (معاشیات) کہا جانے لگا۔

علم معاشیات نے موجودہ صورت اختیار کرنے کے لئے کئی منازل طے کی ہیں اور مختلف وقتوں میں ماہرین نے اسے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے اور اس کی بے شمار تعریفیں وضع کی ہیں۔ تعریفوں کی اس کثرت ہی کے پیش نظر ڈاکٹر کینز کو کہنا پڑا کہ "تعریفوں کی بھرمار نے علم معاشیات کا گلا گھونٹ کر رکھ دیا ہے۔"

بہر حال آج تک معیشت دانوں نے جتنی تعریفیں بیان کی ہیں انہیں درج ذیل مکاتب فکر میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1- کلاسیکی مکتب فکر — Classical School of thought (1723 - 1790)

2- نوکلاسیکی مکتب فکر — Neo-Classical School of thought (1842 - 1924)

3- پروفیسر رابنز اور جدید ماہرین کا نقطہ نظر — London school of Economics

کلاسیکی مکتب فکر کے بانی ایڈم سمتھ کے خیالات
Adam Smith's Views (Economics is a science of wealth)
(معاشیات دولت کا علم ہے)

کلاسیکی مکتب فکر کے بانی سکاٹ لینڈ (انگلینڈ) کے رہنے والے ایڈم سمتھ تھے جنہوں نے 1776ء میں ''دولت اقوام کی نوعیت واسباب پر ''تحقیقاتی مقالہ'' کے نام سے علم معاشیات پر پہلی جامع کتاب لکھ کر شہرت دوام حاصل کی۔ اسے مختصراً ''دولت اقوام'' (Wealth of Nations) کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے لوگ معاشیات کو سیاسیات کا ایک حصہ سمجھتے تھے اور اس کا نام پولیٹیکل اکانومی تھا۔ ایڈم سمتھ نے دولت اقوام میں اسے ایک علیحدہ علم قرار دیا۔ ایڈم سمتھ کے خیالات کے مطابق معاشیات کی تعریف اس طرح بیان کی جاسکتی ہے۔ ''معاشیات ایک ایسا علم ہے جو پیدائش دولت، صرف دولت، تقسیم دولت اور تبادلہ دولت پر بحث کرتا ہے۔'' ایڈم سمتھ کی تعریف کی وضاحت کے لئے ہم ان چاروں شعبوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جنہیں اس نے معاشیات کے ستون قرار دیا ہے۔

1- پیدائش دولت: (Production of Wealth) پیدائش دولت سے مراد یہ ہے کہ دولت کس طرح سے پیدا کی جاتی ہے۔ دولت کو پیدا کرنے والے چار عوامل ہیں۔ زمین، محنت، سرمایہ اور تنظیم۔ یہ چاروں مل کر اشیاء اور خدمات کو پیدا کرتے ہیں، جنہیں دولت کا نام دیا جاتا ہے۔

2- صرف دولت: (Consumption of Wealth) صرف دولت سے مراد ہے کہ دولت کو کس طرح سے خرچ کیا جاتا ہے۔ دولت کا وہ حصہ جو ہم ضروریات زندگی پر خرچ کرتے ہیں وہ صرف دولت کہلاتا ہے۔ دولت خرچ کرتے وقت بنیادی چیز جو ہمارے ذہن میں ہوتی ہے وہ افادہ ہے۔ جب تک کسی چیز میں ہمیں زیادہ افادہ نظر آئے اس وقت تک اس شے پر رقم خرچ کرتے ہیں اور جب اس کا افادہ کم ہو جائے تو ہم خرچ کرنا بند کر دیتے ہیں۔

3- تقسیم دولت: (Distribution of Wealth) جیسا کہ بیان کیا گیا ہے دولت کو چار عاملین پیدائش مل کر پیدا کرتے ہیں اور دولت انہی چاروں عاملین میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ زمین کا معاوضہ لگان، محنت کی اُجرت، سرمائے کا سود اور تنظیم کا منافع دیا جاتا ہے۔ یہ دولت جس اصول کے تحت ان عاملین میں تقسیم ہوتی ہے۔ اسے تقسیم دولت کا نظریہ کہا جاتا ہے۔

4- تبادلہ دولت: (Exchange of Wealth) دولت کا تبادلہ کس طرح سے ہوتا ہے یعنی دولت ایک آدمی کے ہاتھ سے دوسرے آدمی کے ہاتھ یا بین الاقوامی تجارت کی مدد سے ایک ملک سے دوسرے ملک میں کس طرح سے جاتی ہے۔ اس کے متعلق جاننا تبادلہ دولت کہلاتا ہے۔ پس ایڈم سمتھ نے معاشیات کو دولت کا علم قرار دیا جس کے تحت دولت کی پیدائش، صرف، تبادلہ اور تقسیم کے متعلق بحث کی جاتی ہے۔ جن ماہرین نے ایڈم سمتھ کی پیروی

کرتے ہوئے معاشیات کو دولت کے مطالعہ کا نام دیا ان میں جے ایس مل' این ڈبلیو سینئر' مالتھس' ریکارڈو اور امریکی معیشت دان ایف اے واکر شامل ہیں۔ پروفیسر سینئر کا کہنا ہے کہ ''علم معاشیات میں دولت کی نوعیت' پیدائش اور تقسیم کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔'' جے۔ایس۔مل کے مطابق ''علم معاشیات میں دولت کی نوعیت اور ان قوانین کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو دولت کی پیدائش اور تبادلہ سے متعلق ہوں۔'' اسی طرح سے امریکی معیشت دان فرانسس واکر نے بھی معاشیات کو دولت ہی کا علم قرار دیا۔ اس کے مطابق ''معاشیات ایک ایسے قوانین کا مجموعہ ہے جن کا تعلق دولت سے ہے۔'' غرضیکہ کلاسیکل معیشت دانوں کے مطابق معاشیات دولت کا علم ہے جو کہ اس بات کا مطالعہ کرتا ہے کہ انسان دولت کو کس طرح حاصل کرتا ہے اور اسے اپنی ضروریات کی تسکین کے لئے کس طرح خرچ کرتا ہے۔ لہٰذا کلاسیکل مکتب فکر کے نزدیک دولت کی بہت زیادہ اہمیت ہے اس لئے انہوں نے معاشیات کو دولت ہی کا علم قرار دیا ہے۔

غلط فہمی: Misunderstanding

ایڈم سمتھ اور اس کے پیروکاروں کے خیالات پر کئی لوگوں نے اعتراضات کئے جس سے علم معاشیات کے بارے میں کئی غلط فہمیاں پیدا ہوگئیں جن کی بنا پر اسے شیطانی علم (Dismal Science) خزیرانہ فلسفہ (Pig Philosophy) اور خود غرضی سکھانے والے علم کا نام دیا جانے لگا۔ بعض لوگوں نے علم معاشیات کے پڑھنے پڑھانے کو محض تضیع اوقات قرار دیا۔ جن مفکرین نے اسے اپنی کڑی تنقید کا نشانہ بنایا ان میں رسکن (Ruskin) اور کارلائل (Carlyle) کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ حضرات اپنے آپ کو مصلحین اور ماہر اخلاقیات سمجھتے تھے۔ لہٰذا دولت کے حصول کو بُرا جانتے تھے۔

غلط فہمی کا جواب: Correction of mis understanding

اگر صورت حال کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ یہ لوگ دولت کا صحیح مفہوم نہیں سمجھ پائے تھے۔ انہوں نے اسے روپیہ پیسہ کے معنوں ہی میں لیا اور یوں اس علم کے حاصل کرنے والوں کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ حالانکہ دولت محض روپیہ پیسہ کا ہی نام نہیں بلکہ ہر وہ شے جو افادہ' کمیابی اور انتقال پذیری کی خوبی رکھتی ہو دولت کہلاتی ہے۔ اس طرح ضروریات زندگی کی تمام اشیاء دولت ہیں۔ لہٰذا ان کا حصول کوئی بُری بات نہیں اور ایسی تگ و دو کو بھلا کیسے خود غرضی یا لالچ کا نام دیا جا سکتا ہے۔ مزید برآں دولت بذات خود ایک بے جان شے ہے۔ اس کا استعمال اچھا بھی ہو سکتا ہے اور بُرا بھی۔ مثلاً اگر اسے تعلیمی اداروں کے قیام' ہسپتالوں کی تعمیر اور فلاح و بہبود کے کاموں پر خرچ کیا جائے تو یہ ایک اچھا عمل ہے اور اگر شراب خوری' قمار بازی یا دیگر ایسے بُرے کاموں پر خرچ کیا جائے تو یہ ایک بُرا عمل ہے گویا قصور دولت کا نہیں بلکہ اس کا ہے جسے اس کے خرچ کا اختیار ہے۔ لہٰذا معاشیات کو دولت کا علم کہنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

نو کلاسیکی مکتب فکر
Neoclassical school of thought (1842-1924)
(معاشیات مادی خوشحالی کا علم ہے)

ڈاکٹر الفریڈ مارشل کی تعریف: Definition of Alfred Marshall

ایڈم سمتھ اور اس کے پیروکاروں کی تعریفوں سے علم معاشیات کے بارے میں جو غلط فہمیاں پیدا ہوئیں تھیں انہیں دور کرنے کے لئے کیمبرج یونیورسٹی کے ڈاکٹر مارشل نے معاشیات کی نئے سرے سے

www.downloadclassnotes.com

تعریف متبعین کی اور وہ نو کلاسیکی مکتب فکر کے بانی کہلائے۔ انہوں نے معاشیات کو "مادی خوشحالی کا علم" قرار دیا۔ ڈاکٹر مارشل کے پیروکاروں میں پیگو کینن، پرٹیو اور جے۔ بی۔ کلارک کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں چونکہ انہوں نے معاشیات کو مادی خوشحالی کا علم قرار دیا اس لئے انہیں فلاحی معاشیین (Welfare Economists) بھی کہا جاتا ہے۔

پیگو کے الفاظ میں "علم معاشیات کا تعلق معاشرتی بہبود کے اس پہلو سے ہے جسے بالواسطہ یا بلاواسطہ پیمانہ زر سے ماپا جا سکے۔"

ڈاکٹر مارشل نے 1890ء میں "اصول معاشیات (Principles of Economics)" کے نام سے جو کتاب لکھی اس میں انہوں نے معاشیات کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

"معاشیات میں انسان کے ان اعمال کا مطالعہ کیا جاتا ہے جن کا زندگی کے روزمرہ کے معاملات سے تعلق ہوتا ہے۔ اس میں انسان کی انفرادی اور اجتماعی مساعی کے اس حصہ کا جائزہ بھی لیا جاتا ہے جس کا اس بات سے گہرا تعلق ہے کہ انسان خوشحال زندگی کے مادی لوازمات کیونکر حاصل کرتا ہے اور انہیں کس طرح خرچ کرتا ہے۔ پس ایک طرف یہ دولت کا علم ہے تو دوسری طرف خود انسانی زندگی کے ایک پہلو کا بھی۔"

اہم نکات Main Points

(i) علم معاشیات میں ان لوگوں کے اعمال کا جائزہ لیا جاتا ہے جو معاشرے میں عام لوگوں کی سی زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنے روزمرہ کے معاملات آپس میں طے کرتے ہیں جو لوگ آبادی سے دور جنگلوں میں تارک الدنیا کی حیثیت سے زندگی گزارتے ہیں۔ ان کے اعمال کا مطالعہ علم معاشیات کے دائرہ کار میں نہیں آتا۔

(ii) صرف مادی نوعیت کی اشیاء پیدا کرنے کی انسانی کاوشوں کو معاشیات کے دائرے میں شامل کیا جاتا ہے۔ یہ کاوشیں انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح سے ہو سکتی ہیں۔

(iii) انسان کی ہر کاوش کا تعلق انسانی زندگی کو خوشحال بنانے سے مختص ہونا چاہیے۔ اس طرح سے نو کلاسیکل مکتب فکر کے لوگوں نے ان اعتراضات کا جواب دیا جو کہ ایڈم سمتھ اور اس کے پیروکاروں پر لگائے گئے تھے۔ ڈاکٹر مارشل نے اس بات سے انکار نہیں کیا کہ معاشیات دولت کا علم نہیں ہے بلکہ اس نے اسے دولت ہی کا علم قرار دیتے ہوئے اس بات کی وضاحت کی کہ یہ دولت کے اس حصے کا مطالعہ کرتا ہے جسے خرچ کر کے انسان اپنی زندگی کو خوشحال بنا سکتا ہے۔ دولت کی وجہ سے انسان اچھا کھاتا ہے اچھا پہنتا ہے۔ اچھی رہائش اختیار کرتا ہے۔ لہٰذا جو دولت انسان کی مادی فلاح و بہبود کا باعث بنتی ہے اس کا مطالعہ ہم معاشیات میں کرتے ہیں۔

تنقیدی جائزہ Criticism: پروفیسر رابنز اور دیگر ماہرین نے ڈاکٹر مارشل کی تعریف کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور اس میں مندرجہ ذیل خامیوں کی نشاندہی کی ہے۔

خامیاں (Demerits)

1۔ صرف روزمرہ معاملات کا مطالعہ ہی نہیں: ڈاکٹر مارشل نے انسانی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کر کے علم معاشیات میں صرف اس شخص کے اعمال کا جائزہ پیش کیا ہے جو معاشرے میں عام زندگی بسر کرتا ہے۔ مارشل کے نزدیک وہ شخص جو سادھو یا تاریک الدنیا ہو کر دور جنگلوں میں رہتا ہے۔ اس

کے اعمال معاشیات کا موضوع بحث نہیں بنتے۔ پروفیسر رابنز اس نظریے سے اتفاق نہیں کرتے۔ ان کے خیال میں ایک آدمی چاہے شہر یا دیہات میں رہے یا پھر آبادی سے دور جنگلوں میں جا بسے جب وہ محدود ذرائع اور لامحدود مقاصد رکھتا ہے تو وہ لازماً معاشی مسئلہ سے دوچار ہوتا ہے۔ لہٰذا اسے علم معاشیات کی مدد درکار ہے۔

2-لوازمات کی تقسیم درست نہیں: ڈاکٹر مارشل نے صرف ان انسانی کوششوں کو علم معاشیات کے دائرے میں شامل کیا ہے جو مادی لوازمات کے حصول کے لئے ہوں۔ جیسے کاشت کار، مزدور اور بڑھئی کی کوششیں اور جو لوگ غیر مادی لوازمات کی تسکین کے لئے جدوجہد کرتے اور خدمات سرانجام دیتے ہیں مثلاً استاد، جج، وکیل، ڈاکٹر وغیرہ ان کی کاوشوں کو علم معاشیات میں شامل نہیں کیا۔ یہ بات بھی درست نہیں کیونکہ علم معاشیات میں ہر اس شخص کی جدوجہد کو شامل کیا جاتا ہے جو معاشی نوعیت کی ہوں اس کا تعلق مادی لوازمات کے حصول سے ہو یا غیر مادی لوازمات کی تسکین سے۔

3-دائرہ محدود کر دیا ہے: ڈاکٹر مارشل نے صرف ایسے اعمال کو معاشیات کا موضوع بحث بننے دیا ہے جو انسانی زندگی کو خوشحال بنانے میں مدد دیتے ہیں۔ مثلاً کاشت کار کا گندم اگانا، موچی کا جوتا بنانا یا مزدور کا فیکٹری میں کپڑا تیار کرنا وغیرہ۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص شراب، افیون یا زہریلی گیس تیار کر کے روزی حاصل کرتا ہے تو ڈاکٹر مارشل نے ان اعمال کو علم معاشیات کے دائرے سے خارج قرار دیا ہے۔ بات یہ بھی درست نہیں کیونکہ اگر معاشی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو دونوں عمل برابر ہیں اس لئے کہ دونوں قسم کی اشیاء انسانی حاجات کی تسکین کرتی ہیں۔

4-فلاح کا مفہوم واضح نہیں: فلاح کو مختلف معنوں میں لیا جا سکتا ہے مثلاً جو شخص سگریٹ نوشی کرتا ہے اسکے لئے تو سگریٹ میں فلاح ہوتی ہے اور جو شخص سگریٹ نہیں پیتا اس کے لئے اس میں فلاح نہیں ہوتی۔ اسی طرح ایک پڑھے لکھے آدمی کے لئے تو قلم میں فلاح ہے لیکن ایک ان پڑھ آدمی کے لئے قلم میں فلاح نہیں اور اس کے لئے وہ ایک بے کار چیز ہے۔

5-فلاح کی پیمائش ممکن نہیں: فلاح کا تعلق انسان کی ذہنی کیفیت سے ہے۔ اس لئے اس کی عددی صورت میں پیمائش ممکن نہیں۔ ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ثمینہ کے لئے سیب میں زیادہ فلاح ہے کیونکہ اسے وہ زیادہ پسند کرتی ہے جب کہ رخسانہ کے لئے سیب میں کم فلاح ہے۔ اس لئے کہ اسے زیادہ پسند نہیں لیکن ہم یہ ماپ کر نہیں بتا سکتے ہیں کہ ان دونوں کے لئے سیب میں کتنی فلاح ہے۔

6-پسندیدگی کا نامناسب اظہار: پروفیسر رابنز کے مطابق معاشیات ایک غیر جانبدار علم ہے۔ اس لئے کہ اس علم کا مقصد کی اچھائی یا برائی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن ڈاکٹر مارشل نے پسند و ناپسند کا مسئلہ کھڑا کر کے علم معاشیات کا دائرہ محدود کر دیا ہے جو کہ مناسب نہیں ہے۔

7-معاشرتی روایات سے عدم توجہی: ڈاکٹر مارشل نے اپنا تمام تر زور مادی خوشحالی پر دیا ہے جبکہ اخلاقی قدریں، سیر و تفریح اور رسم و رواج انسان کے معاشی فیصلوں پر گہرا اثر رکھتے ہیں اور ان کی تاریخی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا لیکن ڈاکٹر مارشل نے اپنی تعریف میں ان باتوں کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

خوبیاں (Merits)

اگرچہ ڈاکٹر مارشل کی تعریف کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اس میں کئی ایک خامیوں کی نشاندہی کی گئی ہے تاہم اس میں درج ذیل خوبیاں بھی موجود ہیں۔

1- معاشرتی علم ہے: ڈاکٹر مارشل کی تعریف سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ معاشیات ایک معاشرتی علم ہے جس میں انسان کے معاشی مسائل کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہ تعریف علم برائے علم کی بجائے انسان کی فلاح و بہبود پر زور دیتی ہے۔ یعنی عوام کا معیار زندگی بلند کرنے کے لئے مطلوبہ ذرائع کو کس طرح ممکن بنایا جا سکتا ہے۔

2- انسان کی انفرادی اور اجتماعی کاوشوں کا جائزہ لیا گیا ہے: ڈاکٹر مارشل کی تعریف ان تمام انسانی کاوشوں کا احاطہ کرتی ہے جو کہ انسانی بہبود کے لئے ہوں چاہے وہ انفرادی طور پر اختیار کی جائیں یا وہ اجتماعی نوعیت کی ہوں۔ اصل مقصد معاشرے کو خوشحال اور ترقی یافتہ بنانا ہے۔

3- روزمرہ معاملات کا علم ہے: اس تعریف کے مطابق علم معاشیات میں ایک عام آدمی کے روزمرہ کے معاملات پر بحث کی جاتی ہے اور اس کا تعلق کسی مخصوص طبقہ کے افراد سے نہیں۔ یہ صارفین کے ایسے رویوں کی وضاحت کرتا ہے جو کہ عمومی نوعیت کے ہوتے ہیں۔

4- واضح اور ٹھوس دلائل کی حامل ہے: ڈاکٹر مارشل کی تعریف میں کوئی پیچیدگی نہیں۔ یہ سادہ، مؤثر اور براہ راست ہے اور معاشی لوازمات کے حصول کے ضمن میں جو بھی کوشش کی جائے اسے معاشیات کا موضوع بحث بنایا ہے۔

5- جدید معاشی نظریات سے مطابقت رکھتی ہے: دور حاضر میں معاشی ترقی اور منصوبہ بندی لازم و ملزوم ہو کر رہ گئی ہیں۔ ڈاکٹر مارشل اور اس کے پیروکاروں نے انسانی فلاح و بہبود پر زور دیا ہے، جس کی وجہ سے جدید معاشی نظریات سے مطابقت رکھتی ہے۔

6- دولت مادی بہبود کا ذریعہ: ڈاکٹر مارشل کے مطابق دولت انسان کی مادی بہبود کا ایک ذریعہ بنتی ہے۔ یہ بذات خود کوئی مقصد نہیں لہٰذا دولت محض دولت یعنی لالچ کی وجہ سے پیدا نہیں کی جاتی اس کا مقصد انسانی زندگی کو خوشحال بنانا ہے۔ گویا معاشیات میں انسان اور دولت دونوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے لیکن انسان کی بہبود کو اوّلین اہمیت حاصل ہے۔

لندن سکول آف اکنامکس کے پروفیسر رابنز کی تعریف (معاشیات غیر جانبدار علم ہے)

پروفیسر رابنز نے 1932ء میں لکھی گئی اپنی کتاب ''علم معاشیات کی نوعیت و اہمیت'' Nature and Significance of Economic Science میں ڈاکٹر مارشل کے نقطہ نظر پر تنقید اور اس سے اختلاف کرتے ہوئے علم معاشیات کو اپنے انداز میں پیش کیا ہے اور اس نے معاشیات کی تعریف متعین کرتے ہوئے انسان کی معاشی زندگی کی درج ذیل خصوصیات کو بطور خاص بنیاد بنایا ہے۔

1- لاتعداد مقاصد: Multiple Ends پروفیسر رابنز کے مطابق انسانی حاجات یا مقاصد لاتعداد اور ان گنت ہیں۔ انسان کی پیدائش ہی سے حاجات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور تادم مرگ جاری

رہتا ہے۔ ان مقاصد کی تکمیل کے لئے وہ شب و روز جدو جہد کرتا ہے اور مختلف کاموں اور سرگرمیوں میں حصہ لیتا ہے۔ انسان کے گرد و پیش پر نظر ڈالیں تو وہ خوراک، رہائش، لباس، بچوں کی تعلیم و تربیت، شادی بیاہ، روزگار، علاج معالجے جیسی بے شمار ضروریات میں گھرا ہوا نظر آتا ہے۔ نیز یہ کہ ان گنت ہونے کے ساتھ ساتھ یہ حاجات بار بار جنم لیتی ہیں۔ حیات انسانی کے اوائل میں تو یہ حاجات سادہ اور مختصر ہوتی تھیں۔ مگر جیسے جیسے انسانی زندگی میں سائنسی، معاشرتی اور معاشی ترقی آتی گئی ویسے ہی ان مقاصد میں جدت، تنوع اور رنگارنگی بھی پیدا ہوتی چلی گئی تو گویا بنیادی ضروریات کے ساتھ ساتھ سامان تعیش کے حصول کی بھاگ دوڑ بھی شروع ہو گئی اور انسانی مشینری لوہے کی مشینوں کی مدد سے اب ہر دم اس مشن کی تکمیل کے لئے کوشاں نظر آتی ہے، لیکن کوئی بھی شخص اپنے تمام تر مقاصد بیک وقت پورے نہیں کر سکتا۔

2- اہمیت کے لحاظ سے مقاصد میں فرق (Difference of Importance):

یہ مقاصد اہمیت کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ ان میں سے کچھ مقاصد زیادہ اہم ہوتے ہیں اور ان کی فوری تسکین ضروری ہوتی ہے جبکہ بعض مقاصد کم اہم ہوتے ہیں اور انہیں کچھ عرصے کے لئے ملتوی بھی کیا جا سکتا ہے مثلاً اگر کسی گھر میں ایک شخص شدید بیمار ہو جائے تو اسکا فوری علاج ضروری ہوتا ہے جبکہ نئے فرنیچر کی خریداری کچھ عرصے کے لئے ملتوی کی جا سکتی ہے کیونکہ وسائل محدود ہونے کی صورت میں بیک وقت تمام مقاصد کو پورا نہیں کیا جا سکتا۔ اگر تمام مقاصد ایک جیسے ہوتے تو انسان پاگل ہو جاتا کہ کس طرح ان لاتعداد مقاصد کو اپنے محدود ذرائع سے پورا کرے۔ مقاصد کی اہمیت میں فرق ہی سے معاشی مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔

3- کمیاب ذرائع: Scarce Means:

مقاصد کو پورا کرنے کے لئے جن اشیاء و خدمات کی ضرورت ہوتی ہے ان کے حصول کے لئے قدرت نے انسان کو مختلف ذرائع سے نوازا ہے۔ ان میں سے بعض قدرتی ذرائع ہیں جن میں زمین، جنگلات، معدنیات، دریا، پہاڑ، سمندر وغیرہ شامل ہیں جبکہ بعض ذرائع انسان نے اپنی محنت اور کوشش سے حاصل کئے ہیں مثلاً روپیہ پیسہ، مشینیں، آلات و اوزار، جائیداد وغیرہ۔ علم معاشیات میں ہمارا تعلق ان ذرائع سے ہے جو محدود ہیں اور مقاصد کے مقابلے میں کمیاب ہیں۔ کمیابی کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ تعداد میں تھوڑے ہیں بلکہ یہ انسانی حاجات کے تناسب سے کم ہوتے ہیں مثلاً دنیا میں اربوں ٹن گندم پیدا ہوتی ہے لیکن طلب کے مقابلے میں کم ہونے کی وجہ سے کمیاب ہے اور قیمتاً حاصل کرنی پڑتی ہے جبکہ گندے انڈے مقدار میں کم ہونے کے باوجود طلب نہیں رکھتے لہٰذا انہیں کمیاب نہیں کہا جا سکتا۔ پس جتنے بھی ذرائع انسان کی معاشی حاجات کو پورا کرتے ہیں وہ کمیاب ہیں اور کوئی شخص بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے تمام تر ذرائع سے بیک وقت اپنی ہر حاجت کی تسکین کر سکتا ہے۔

4- ذرائع کا متبادل استعمال (Alternative uses of Means):

ذرائع میں دوسری خوبی یہ پائی جاتی ہے کہ وہ متبادل استعمال میں آ سکتے ہیں مثلاً زر سے کسی بھی چیز کا انتخاب کیا جا سکتا ہے یعنی آٹا، گھی، چینی، کپڑا، کتاب، سائیکل، ریڈیو وغیرہ میں سے کوئی بھی چیز خریدی جا سکتی ہے۔ اسی طرح زمین پر گندم، کپاس، گنا، سبزیاں، چارہ کوئی سی بھی فصل اُگائی جا سکتی ہے۔ اس میں باغ لگایا جا سکتا ہے اور مکان بھی تعمیر کیا جا سکتا ہے۔ یہ سب اس کے متبادل استعمال ہیں لیکن جب زمین کا ایک قطعہ ایک مقصد کے لئے استعمال میں آ جائے تو پھر اسے دوسرے مقصد کے لئے استعمال میں نہیں لایا جا سکتا۔ لہٰذا ذرائع کو استعمال میں لاتے وقت یہ امر پیش نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ ان کا کونسا استعمال نسبتاً زیادہ مفید اور نفع آور ہے۔

پروفیسر رابنز نے معاشیات کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

"علم معاشیات میں اس انسانی روّیے کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو متعدد مقاصد اور متبادل مستعمل محدود ذرائع کے مابین بطور ایک رشتہ کے کارفرما ہوتا ہے۔"

"Economics is a science which studies human behaviour as a relationship between multiple ends & scarce means with alternative uses".

لہٰذا رابنز کے مطابق انسان کی خواہشات یا مقاصد لاتعداد ہوتے ہیں اور ایک انسان کس طرح سے اپنے محدود وسائل کے ساتھ اپنی لاتعداد ضروریات کو پورا کرتا ہے اسی کو جاننا علم معاشیات ہے۔ مثلاً ایک غریب آدمی کس طرح سے اپنی محدود آمدنی کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے یا ایک امیر آدمی اپنی دولت سے کس طرح اپنی لاتعداد ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ اسی کو جاننا اور سمجھنا ہی معاشیات ہے۔ الہٰذا رابنز کی تعریف کے مطابق علم معاشیات میں صرف انہی لوگوں کے اعمال کا مطالعہ ہی نہیں کیا جاتا جو دولت پیدا کرتے ہیں اور مادی فلاح کا باعث بنتے ہیں بلکہ ہر شخص علم معاشیات کے احاطے میں آجاتا ہے خواہ اس کا تعلق دولت پیدا کرنے سے ہو یا خدمات سے۔ اس طرح سے یہ تعریف پورے معاشرے کی معاشی سرگرمیوں کی عکاسی کرتی ہے اور علم معاشیات کی ایک بہتر تعریف سمجھی گئی ہے۔ نیز پروفیسر رابنز نے علم معاشیات کو محض علم الحقیقت کے مترادف سمجھتے ہوئے اسے ایک غیر جانبدار علم قرار دیا ہے۔ مزید برآں اس کے خیال میں ذرائع کے استعمال میں کفائت اور مقاصد کے انتخاب سے متعلق انسانی روّیہ ہی معاشیات کا موضوع بحث بنتا ہے۔

خوبیاں (Merits)

1- زندگی کی حقیقتوں کے زیادہ قریب ہے: پروفیسر رابنز نے علم معاشیات کی تعریف میں جن باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے ان سے ہر شخص کو عملی طور پر واسطہ پڑتا ہے۔ نیز کوئی شخص اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اس کی خواہشات بے شمار اور ذرائع محدود نہیں۔ لہٰذا پروفیسر رابنز کی یہ تعریف انسانی زندگی کے حقائق کی بہت حد تک ترجمانی کرتی ہے۔

2- جامع اور سائنٹیفک ہے: یہ تعریف زیادہ جامع اور مکمل ہے۔ اس میں جن انسانی اعمال کا ذکر کیا گیا ہے ان سے ہر شخص کو واسطہ پڑتا ہے کیونکہ وسائل کی کمیابی اور مقاصد کی کثرت ہی معاشی جدوجہد کی اساس اور بنیاد ہیں۔

3- وسعت مضمون: سابقہ تمام تعریفوں کے مقابلہ میں اس تعریف نے علم معاشیات کو وسعت بخشی ہے۔ اس میں ڈاکٹر مارشل کے برعکس مادی اور غیر مادی لوازمات کی تقسیم نہیں کی گئی اور نہ ہی مادی خوشحالی کا رونا رویا ہے بلکہ اس کی تعریف کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ استاد، جج، کاشتکار، مزدور وغیرہ سب کے اعمال کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس تعریف نے ہمہ گیر نوعیت اختیار کر لی ہے اور پورا معاشرہ اس میں شامل کیا گیا ہے۔

4- غیر جانبدار ہے: پروفیسر رابنز نے علم معاشیات کو مقاصد کی اچھائی یا برائی سے بالاتر رکھا ہے اور پسند و ناپسند کا سوال پیدا نہیں ہونے دیا۔ لہٰذا کوئی شخص معاشرے کے اندر ہو یا باہر اس سے استفادہ کر کے اپنے معاشی مسائل حل کر سکتا ہے۔

5- طبعی علم کا درجہ: پروفیسر رابنز نے علم معاشیات کو طبعی علوم کی صف میں لانے کی جو کوشش کی ہے وہ قابل ستائش ہے کیونکہ اس طرح اس کی اہمیت و افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

خامیاں (Demerits)

تمام تر خوبیوں کے باوجود پروفیسر رابنز کی بیان کردہ تعریف بھی نقائص سے پاک نہیں۔ اس تعریف کی اہم خامیاں درج ذیل ہیں۔

1- غیر جانبدار نہیں ہے: پروفیسر رابنز نے علم معاشیات کو ایک غیر جانبدار علم قرار دیا ہے اور اسے محض علم الحقیقت کا درجہ عطا کیا ہے حالانکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ معاشیات علم الحقیقت کے ساتھ ساتھ علم الہدایت بھی ہے اور ایک فن بھی۔ یوں کہ اس میں کسی مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ماہرین تجاویز بھی پیش کرتے ہیں اور حکومت انہیں عملی جامہ پہنانے کے اقدامات بھی کرتی ہے۔

2- طبعی نہیں بلکہ معاشرتی علم ہے: پروفیسر رابنز نے علم معاشیات کو جو طبعی علوم کی صف میں شامل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس پر بڑا اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کیونکہ طبعی علوم کا تعلق مادے سے بنتا ہے اور مادہ ایک بے جان شے ہے۔ مزید برآں ان علوم کے قوانین بھی جامع اور اٹل ہوتے ہیں۔ جبکہ معاشیات کا تعلق ایک تو مادے کی بجائے انسانی روّیوں سے ہوتا ہے جو آئے دن بدلتے رہتے ہیں۔ دوسرا اس کے قوانین بھی مشروط نوعیت کے ہوتے ہیں۔ تو پھر اس واضح فرق کی موجودگی میں علم معاشیات کو طبعی علوم کی صف میں کیسے شامل کیا جاسکتا ہے۔

3- محض علم الحقیقت نہیں: پروفیسر رابنز نے معاشیات کو سائنس کا درجہ دیتے وقت اس حقیقت کو پیش نظر نہیں رکھا کہ تمام معاشرتی علوم کا بنیادی مقصد انسانی زندگی کو خوشحال بنانا ہے۔ اگر ماہر معاشیات معاشی مسئلوں کا حل نہ بتا سکے تو اس کا فائدہ کیا یہ تو بالکل ایسے ہی ہے جیسے ایک ڈاکٹر مریض کو اس کا مرض تو بتا دے لیکن اس مرض کا علاج تجویز نہ کرے۔ پروفیسر پیگو رقمطراز ہیں۔ ''علم معاشیات علم طب کے مشابہ ہے جس کا مقصد انسانی جسم کو تندرست اور صحت مند بنانا ہے۔ اس طرح علم معاشیات کا مقصد بھی انسانی زندگی کو خوشحالی سے ہمکنار کرنا ہے۔ لہٰذا یہ فلسفہ کی مانند نہیں ہو سکتا۔'' پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ علم معاشیات معاشرتی فلاح و بہبود سے لاتعلق نہیں ہو سکتا۔

4- اخلاقیات سے جدا کرنا مشکل ہے: پروفیسر رابنز نے علم معاشیات کو مقاصد کی اچھائی یا بُرائی سے لاتعلق ظاہر کیا ہے۔ جبکہ پروفیسر ووٹن کا کہنا ہے۔ ''علم معاشیات کو اخلاقیات سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔'' اگر بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ غیر اخلاقی حرکات کو علم معاشیات کے دائرے میں کوئی جگہ نہیں دی جاسکتی۔ اسلامی نقطہ نظر سے بھی معاشی کاوشوں کو اخلاقی قدروں سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔

5- معاشی منصوبہ بندی کا ذکر نہیں: جدید دور میں معاشی ترقی اور معاشی منصوبہ بندی کے نظریات علم معاشیات کا اہم حصہ تصور ہوتے ہیں۔ وہ اس لئے کہ معاشی منصوبہ بندی کے بغیر قومی آمدنی میں اضافہ اور ترقی کی رفتار تیز تر کرنا ممکن نہیں۔ نیز قومی اور بین الاقوامی معاشی مسائل کو حل کرنے کے لئے کلی معاشیات کا انداز اپنانے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن پروفیسر رابنز نے اپنی تعریف میں ان امور کا قطعاً کوئی ذکر نہیں کیا۔

نتیجہ (Conclusion): مندرجہ بالا خامیوں کے باوجود پروفیسر رابنز کی تعریف سابقہ ماہرین کے مقابلے میں بہتر سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں ایسے حقائق کی نقاب کشائی کی گئی ہے جس سے ہر انسان کو عملی واسطہ پڑتا ہے۔

مزید برآں پروفیسر رابنز کا انداز سائنٹیفک ہے۔

ڈاکٹر مارشل اور پروفیسر رابنز کی تعریفوں کا موازنہ

Comparison between Dr Marshall and Prof Robin's Definitions of Economics

ڈاکٹر مارشل کی تعریف	پروفیسر رابنز کی تعریف
-1 ڈاکٹر مارشل نے صرف ان انسانی اعمال کو علم معاشیات کے دائرے میں شامل کیا ہے جن کا تعلق زندگی کے روزمرہ معاملات سے ہوتا ہے۔	-1 پروفیسر رابنز علم معاشیات میں ایسے شخص کے اعمال کا بھی جائزہ لیتے ہیں جو معاشرے سے دور جنگلوں میں رہتا ہو، لیکن محدود ذرائع اور لاتعداد خواہشات کے پیش نظر معاشی مسئلہ سے دوچار ہو۔
-2 ڈاکٹر مارشل صرف ایسی سرگرمیوں کو معاشیات کا موضوع بحث بناتے ہیں جو مادی لوازمات کے حصول کے لئے ہوں۔ اس طرح انہوں نے علم معاشیات کا دائرہ محدود کر دیا ہے۔	-2 پروفیسر رابنز علم معاشیات کے دائرے میں مادی اور غیر مادی دونوں قسم کے لوازمات کو حاصل کرنے کی معاشی جدوجہد کو شامل کرتے ہیں جس میں معاشیات کے موضوع کو وسعت نصیب ہوئی ہے۔
-3 ڈاکٹر مارشل نے اپنی تعریف کی بنیاد مادی فلاح و بہبود کو بنایا ہے اور صرف ان انسانی اعمال کا ذکر کیا ہے جو مادی زندگی کو خوشحال بناتے ہیں۔	-3 پروفیسر رابنز نے بے شمار خواہشات اور محدود ذرائع کے درمیان ایک رشتہ قائم کرتے ہوئے علم معاشیات کے دائرہ تحقیق کو وسعت بخشی ہے جس سے قومی اور بین الاقوامی معاشی معاملات میں علم معاشیات کا کردار وسیع بنیادوں پر اُجاگر ہوا ہے۔
-4 ڈاکٹر مارشل کی تعریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایک معاشرتی علم ہے اور یہ تعریف علم برائے علم کی بجائے انسان کی فلاح و بہبود پر زور دیتی ہے۔	-4 پروفیسر رابنز نے علم معاشیات کو ایک سائنس کا درجہ دیا ہے اور اسے غیر جانبدار علم کہتے ہوئے پسند اور ناپسند کے سوال سے بالاتر رکھا ہے۔
-5 ڈاکٹر مارشل نے اپنی تعریف میں لفظ "فلاح" کا کئی بار ذکر کیا ہے، ماہرین اس کے مفہوم کے بارے میں اعتراض کرتے ہیں کیونکہ اس کا تعلق انسان کی ذہنی کیفیت سے ہوتا ہے جس کی عددی پیمائش ممکن نہیں۔	-5 پروفیسر رابنز کی تعریف زندگی کی ٹھوس حقیقتوں کی بنیاد پر کی گئی ہے اور اس میں کوئی ایسا تصور بیان نہیں کیا گیا جس کی پیمائش ممکن نہ ہو۔
-6 دور حاضر میں معاشی ترقی اور منصوبہ بندی لازم و ملزوم ہو کر رہ گئی ہیں۔ ڈاکٹر مارشل اور اس کے پیروکاروں نے انسانی فلاح و بہبود پر زور دیا ہے جس کی وجہ سے جدید معاشی نظریات سے مطابقت رکھتے ہیں۔	-6 پروفیسر رابنز کی تعریف میں معاشی ترقی اور منصوبہ بندی کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔

www.downloadclassnotes.com

نتیجہ بحث (Conclusion): مندرجہ بالا دونوں تعریفوں کا موازنہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ پروفیسر رابنز نے علم معاشیات کو ایک خالص سائنس کا درجہ دیا ہے اور اپنی اصطلاح میں لا تعداد خواہشات اور محدود ذرائع کے مابین ایک رشتہ قائم کر کے اس کی حدود کو وسعت بخشی ہے اور اس طرح مادی اشیاء کی پیدائش سے متعلق کوششوں کے ساتھ ساتھ خدمات فراہم کرنے والے لوگوں کی سرگرمیوں کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔ یوں ایک کاشتکار، صنعت کار، تاجر، مزدور، وکیل، پروفیسر، جج، وغیرہ۔ سب لوگوں کے اعمال کو اس کا موضوع بحث بنایا ہے۔ لہٰذا منطقی لحاظ سے یہ تعریف زیادہ جامع اور موزوں ہے۔ دوسری طرف پروفیسر مارشل نے اسے ایک معاشرتی علم قرار دیا ہے جس میں انسان کے معاشی مسائل کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ لہٰذا اس کا مقصد انسان کی فلاح و بہبود ہے۔ اس لئے اسے بھی حتمی طور پر رد نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا دور جدید میں معاشی ترقی کے پیچیدہ اور طویل عمل کے پیش نظر ان دونوں ماہرین اقتصادیات سے راہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

لارڈ کینز کی تعریف 1883ء تا 1945ء

لارڈ کینز دور جدید کے ایک نامور مفکر اور ماہر معاشیات ہو گزرے ہیں۔ انہوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں لیکن سب سے زیادہ شہرت ان کی۔

"General theory of employment, interest and money"

"روزگار، سود اور زر پر عام نظریہ" نامی کتاب کو حاصل ہوئی جو کہ 1936ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں انہوں نے کلی معاشیات Macroeconomics کا تصور پیش کیا اور سرد بازاری، روزگار، قومی آمدنی، صرف، بچت، سرمایہ کاری، شرح سود، زر، ضارب اور اسراع وغیرہ کے باہمی رشتوں پر روشنی ڈالی ہے۔ انہوں نے خاص طور پر بے روزگاری کو دور کرنے پر زور دیا ہے۔ کلاسیکی ماہرین کا خیال تھا کہ چونکہ "رسد اپنی طلب خود پیدا کر لیتی ہے۔" اس لئے بیش پیداواری (Over Production) اور عمومی بے روزگاری (General Unemployment) کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن 30-1929ء کے عالمی معاشی بحران نے ان کے نظریات کو غلط ثابت کر دیا اور ڈاکٹر کینز نے اس عمومی بیروزگاری کی وجہ موثر طلب میں کمی بتائی۔ کینز نے علم معاشیات کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے:

"معاشیات ایسا علم ہے جو کمیاب ذرائع کو بروئے کار لا کر روزگار کے مواقع مہیا کرتا ہے اور قومی پیداوار میں اضافہ کی راہ دکھاتا ہے۔"

وسعت مضمون (Scope of Economics): یہ معلوم کرنے کے لئے کہ علم معاشیات میں کون سے مسائل شامل ہیں اور کون سے اس کے دائرہ کار سے باہر ہیں۔ علم معاشیات کی حدود کا تعین کرنا ضروری ہے۔ مزید برآں اس علم میں اس بات کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے کہ اس کا مطالعہ نظریاتی حد تک ہی کیا جاتا ہے یا اس کی کوئی عملی اہمیت بھی ہے۔ بہرحال اس کی وسعت مضمون کا تعین کرتے وقت ہمیں درج ذیل امور پر غور کرنا پڑتا ہے۔

1- معاشی مسئلہ کیونکر پیدا ہوتا ہے۔
2- کیا اس میں انسان کے انفرادی طرز عمل کا جائزہ لیا جاتا ہے یا اجتماعی نقطہ نظر کا۔
3- کیا معاشیات علم ہے یا فن؟

معاشی مسئلہ اور اس کی نوعیت (Economic problem and it's nature): پروفیسر رابنز کی تعریف کے مطابق معاشی مسئلہ اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب مندرجہ ذیل چار امور ایک ہی وقت میں اکٹھے ہو جائیں۔

① چونکہ انسانی خواہشات بے شمار ہیں۔ ② اہمیت کے لحاظ سے بھی ان میں فرق پایا جاتا ہے۔
③ پھر ان خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ذرائع محدود ہیں۔ ④ ذرائع متبادل استعمال میں بھی آسکتے ہیں۔

اس لئے ہر انسان کو یہ مسئلہ درپیش ہوتا ہے کہ وہ محدود ذرائع کو اپنی کن خواہشات کی تسکین کے لئے استعمال میں لائے چونکہ بیک وقت وہ اپنی تمام خواہشات پوری نہیں کرسکتا لہٰذا اس کے سامنے انتخاب کا مسئلہ ہوتا ہے اور ایک ماہر کے الفاظ میں۔

"Where there is a problem of choice that is an economic problem"

''جہاں کہیں بھی انتخاب کا مسئلہ ہوتا ہے وہ معاشی مسئلہ بن جاتا ہے۔''

ایک ماہر اقتصادیات کی نظر میں معاشی مسئلہ اس وقت جنم لیتا ہے جب مذکورہ بالا چاروں خصوصیات یکجا ہو جائیں اور ان میں سے اگر کوئی خصوصیت بھی موجود نہ ہو تو معاشی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا مثلاً اگر خواہشات اور مقاصد محدود ہوں تو ان کی تسکین آسانی سے کی جاسکتی ہے گویا کوئی معاشی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر تمام خواہشات اہمیت کے لحاظ سے برابر ہو جائیں یعنی کوئی خواہش زیادہ اہم اور کم اہم نہ ہو تو بھی انتخاب کا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ پھر اگر تمام ذرائع ہوا اور دھوپ کی طرح لامحدود ہو جائیں تو بے شمار خواہشات کی تسکین ان سے آسان اور ممکن ہو جاتی ہے جس سے کسی مسئلہ کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ ایسے ہی اگر ذرائع کا صرف ایک ہی استعمال ہو تو بھی کسی سوچ و بچار کی ضرورت نہیں پڑتی۔ پس ثابت ہوا کہ معاشی مسئلہ صرف اس وقت وجود میں آتا ہے جب مذکورہ بالا چاروں خصوصیات یکجا ہو جائیں۔

کیا معاشیات علم ہے یا فن؟ ("Is Economics a Science or an Art"):

اس بارے میں کہ معاشیات علم ہے یا فن ماہرین کی رائے میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن یہ ثابت کرنے سے پہلے کہ معاشیات علم بھی ہے اور فن بھی الگ الگ علم اور فن کے مفہوم کی وضاحت ضروری ہے۔

علم کا مفہوم (Meaning of science): علم سے سے مراد معلومات کا وہ باقاعدہ اور باضابطہ مجموعہ لیا جاتا ہے جو ایسے حقائق پر مبنی ہو جن کا مشاہدہ غیر جانبدارانہ طور پر کیا گیا ہو اور اسباب و علل کا رشتہ قائم کیا گیا ہو۔ علم کی دو شاخیں ہیں۔ 1- علم الحقیقت (Positive Science) 2- علم الہدایت (Normative Science)

علم الحقیقت (Positive science): اس میں کسی مسئلہ کے اسباب اور نتائج بیان کئے جاتے ہیں اور حالات کا جوں کا توں (As they are) مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس میں واقعات کو خالص عملی انداز میں بیان کیا جاتا ہے اور اپنی طرف سے کسی رائے کا اظہار نہیں کیا جاتا۔ اس کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ ہر فقرے کے بعد لفظ ''ہے'' یا ''ہیں'' آتا ہے۔ علم طبیعات، علم کیمیا وغیرہ اس قسم کے علوم ہیں۔

علم الہدایت (Normative science): اس میں کسی مسئلہ کے بُرے نتائج سے محفوظ رہنے کی خاطر ماہرین اپنی رائے پیش کرتے ہیں اور مختلف تدابیر بھی تجویز کی جاتی ہیں۔ اس میں حالات کا ایک خاص نقطہ نظر سے جائزہ لیا جاتا ہے اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایسا ہونا چاہیے یا نہیں۔ اس کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ ہر فقرے کے بعد لفظ ''چاہیے'' (Ought) آتا ہے۔

فن کا مفہوم (Meaning of Art): فن سے مراد طے شدہ اصولوں کو عملی جامہ پہنانا ہے یا اس سے مراد وہ جدوجہد ہے جو مخصوص مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے کی جائے۔ علم سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں اور جو تدابیر سامنے آتی ہیں فن انہیں عملی شکل دے کر متعلقہ مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ علم اور فن کا فرق اس مثال سے بھی واضح کیا جاسکتا ہے کہ ایک طالب علم پائلٹ بننے کے لئے جب کتابیں پڑھتا ہے، کلاس روم میں لیکچر سنتا ہے، جہاز کے مختلف حصوں کا مشاہدہ کرتا ہے تو وہ علم کے دائرے میں ہوتا ہے لیکن امتحان پاس کرنے کے بعد جب وہ جہاز اڑاتا ہے تو وہ اپنے فن کا مظاہرہ کررہا ہوتا

ہے۔ جہاں تک معاشیات کا تعلق ہے یہ علم بھی ہے اور فن بھی۔ تاہم ماہرین نے اس بات کو اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے جس سے اختلاف رائے کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

کلاسیکی مکتب فکر کے معاشیین جن میں مالتھس، ریکارڈو، جے ایس مل اور این ڈبلیو سینئر شامل ہیں۔ معاشیات کو محض علم الحقیقت کا درجہ دیتے رہے۔ ان کے خیال میں معاشیات کا خواہش کی نوعیت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اس معاملے میں غیر جانبدار ہے۔ یہ تو انسان کی مرضی ہے کہ اپنے وسائل سے وہ کوئی ہسپتال تعمیر کرے، کوئی کارخانہ لگائے یا کوئی نائٹ کلب کھولے۔ اسی طرح یہ اپنی پسند ہے کہ کوئی شخص شربت کے گلاس کا انتخاب کرے یا زہر کے پیالے کا چونکہ یہ چیزیں دولت سے حاصل ہوتی ہیں۔ لہٰذا ان کا تعلق معاشیات سے بنتا ہے۔

پروفیسر سینئر رقمطراز ہیں۔

''مقاصد چاہے کتنے ہی سچے اور آفاقی کیوں نہ ہوں ایک ماہر معاشیات کو اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتے کہ ان کے بارے میں وہ اپنی طرف سے ایک لفظ کا بھی اضافہ کرے۔''

پروفیسر رابنز نے بھی معاشیات کو محض علم الحقیقت کا درجہ دیتے ہوئے اسے ایک غیر جانبدار علم قرار دیا۔ نیز اسے طبعی علوم کی صف میں شامل کرنے کی کوشش کی۔ مزید برآں پروفیسر رابنز نے علم معاشیات کو مقاصد کی اچھائی اور بُرائی سے بالاتر قرار دیا اور یوں ماہر معاشیات کو ایک ماہر اخلاقیات کی حیثیت نہیں دی۔

لارڈ کینز نے بھی رابنز کی تائید کرتے ہوئے اسے خالص علم کا درجہ دیا اور کہا ''یہ تو نظریہ سے زیادہ ایک طریقہ کار، ذہن کا ایک انداز اور سوچنے کی ایک تکنیک ہے جو اس کی اہلیت رکھنے والوں کو صحیح نتائج حاصل کرنے میں مدد دیتی ہے۔''

نوکلاسیکی مکتب فکر کے ماہرین (ڈاکٹر مارشل پیگو، کینن وغیرہ) اسے علم الحقیقت کے ساتھ ساتھ علم الہدایت کا درجہ بھی دیتے ہیں اور اسے ایک فن بھی قرار دیتے ہیں۔

پروفیسر پیگو کے الفاظ میں ''علم معاشیات مشعل راہ بھی ہے اور ثمر آور بھی۔ ایک ماہر معاشیات کی مثال ایک ڈاکٹر کی سی ہے جو مریضوں کے مرض کی تشخیص بھی کرتا ہے اور ان کی مرہم پٹی بھی۔ یہ ایک فلسفی کی مانند نہیں جو علم برائے علم کی رٹ لگائے رکھتا ہے۔'' حقیقت تو یہ ہے کہ جن معاشیین نے اسے ایک غیر جانبدار علم قرار دیا وہ خود بھی غیر جانبدار نہ رہے۔ مثال کے طور پر مالتھس نے دنیا میں بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنے کو کہا۔ پروفیسر رابنز نے محدود ذرائع اور بے شمار خواہشات کے درمیان کفائت شعاری کو اپنانے کی تلقین کی اور کینز نے بیروزگاری اور سرد بازاری جیسے اہم معاشی مسائل کے حل کرنے پر زور دیا۔

یہ ثابت کرنے کے لئے کہ معاشیات علم بھی ہے اور فن بھی۔ ہم پاکستان میں افراط آبادی کا مسئلہ لیتے ہیں۔ پہلے ہم اس کے اسباب کا جائزہ لیتے ہیں۔ پاکستان کی آب وہوا گرم مرطوب ہے۔ لہٰذا یہاں کے لوگ جلد سن بلوغت کو پہنچ جاتے ہیں۔ پھر یہاں بچپن کی شادی کا رواج ہے جو تعلیم کی کمی کی وجہ ہے۔ یہاں کے لوگ خاندانی منصوبہ بندی کو مذہبی لحاظ سے اچھا نہیں سمجھتے جس سے معیشت پر منفی نتائج مرتب ہوتے ہیں کہ آبادی میں اضافے کی وجہ سے عوام کا معیار زندگی پست ہے۔ ان کی فی کس آمدنی نہایت ہی قلیل ہے اور وہ غربت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ گویا بڑھتی ہوئی آبادی ملکی وسائل پر بوجھ بنی ہوئی ہے وغیرہ۔ یہاں تک ہمارا مطالعہ علم الحقیقت کے دائرے میں تھا۔ اس سے آگے جب ماہرین پاکستان میں غربت کے اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے مختلف تدابیر پیش کرتے ہیں۔ مثلاً بچپن کی شادی کا رواج ختم ہونا چاہیے اور خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنا چاہیے تو پھر ہمارا مطالعہ علم الہدایت کے دائرے میں شامل ہو جاتا ہے اور جب حکومت ان تدابیر کو عملی جامہ پہنانے کے لئے عائلی قوانین نافذ کرتی ہے تعلیم عام کرنے کے لئے سکول، کالج اور تعلیم بالغاں کے سنٹر کھولتی ہے اور آبادی کی منصوبہ بندی کا محکمہ قائم کر کے ڈاکٹروں، ہیلتھ وزیٹروں، سپروائزروں اور دائیوں وغیرہ کی خدمات حاصل کرتی اور آبادی کو کم کرنے کے لئے عملی اقدامات کرتی ہے تو ہمارا مطالعہ فن کی حدود میں داخل ہو جاتا ہے پس ثابت ہوا کہ معاشیات علم بھی ہے اور فن بھی کیونکہ اسمیں کسی مسئلے کے اسباب و نتائج جاننے کے بعد اسے حل کرنے کے لئے تدابیر بھی تجویز کی جاتی ہیں جنہیں عملی جامہ بھی پہنایا جا سکتا ہے۔

معاشی قوانین (Economic Laws)

عام طور پر قانون سے مراد وہ احکامات لئے جاتے ہیں جو حکومت یا اتھارٹی کی طرف سے صادر ہوتے ہیں۔ ان کی پابندی ہر کسی پر لازم ہوتی ہے اور ان کی خلاف ورزی سزا یا جرمانہ پر عائد ہوتا ہے لیکن علمی اصطلاح میں کسی عمل کو بار بار دہرانے سے اگر ایک ہی نتیجہ برآمد ہو اور وہ ہر حال میں قائم رہے تو اسے قانون کا نام دیا جاتا ہے۔ مختلف علوم کے اپنے قوانین ہوتے ہیں مثلاً علم طبیعات میں قانون کشش ثقل موجود ہے جس کی رُو سے اگر کسی چیز کو ہوا میں اُچھالا جائے تو زمین اسے اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ علم کیمیا میں اگر ہائیڈروجن اور آکسیجن کو 2:1 سے ملایا جائے تو پانی بن جاتا ہے اور ان دو گیسوں کا یہ رشتہ ہر حال میں قائم رہتا ہے اس لئے اسے قانون کا نام دیا جا سکتا ہے۔

دیگر علوم کی طرح علم معاشیات کے بھی کچھ قوانین ہیں۔ مثلاً قانون طلب' قانون رسد' قانون تقلیل افادہ مختتم' قانون مساوی افادہ مختتم' قانون تکثیر حاصل' قانون تقلیل حاصل وغیرہ۔ معاشیات میں قانون کا اطلاق لوگوں کے اس یکساں طرز عمل پر ہوتا ہے جو محدود ذرائع اور لامحدود خواہشات کے تعلق کو ملحوظ رکھتے ہوئے اختیار کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر مارشل نے معاشی قانون کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

"An Economic Law is a statement that a certain course of action may be expected under certain conditions from the members of Society."

معاشی قانون سے مراد معاشرے میں رہنے والے افراد کا ایسا مخصوص طرز عمل ہے جسے بعض مخصوص حالات کے تحت اختیار کیا جاتا ہے۔"

پروفیسر نی ون (Ne-Vin) لکھتے ہیں۔

"Economic Laws are statmenets of tendencies that are likely to result from certain causes."

"معاشی قوانین ایسے رجحانات کے مظہر ہیں جو مخصوص اسباب کے نتیجہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔"

معاشی قوانین کی نوعیت اور خصوصیات
(The nature and Characteristics of Economic Laws)

معاشی قوانین کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

1۔ اٹل اور ہمہ گیر نہیں: معاشی قوانین کا تعلق چونکہ انسانی رویوں سے ہے اور انسانی رویے آئے دن تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ لہٰذا یہ قوانین طبعی علوم کے قوانین کی نسبت زیادہ اٹل اور ہمہ گیر نہیں ہو سکتے۔ طبعی علوم کے قوانین کا تعلق مادے سے ہوتا ہے اور مادہ ایک بے جان شے ہے لہٰذا اس پر ایک عمل بار بار دہرانے سے ہمیشہ ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے۔

2۔ بعض شرائط کے تحت پورے ہوتے ہیں: معاشی قوانین بیان کرتے وقت کئی مفروضات کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اگر یہ مفروضات درست ہوں تو قانون بھی درست ثابت ہوتا ہے ورنہ نہیں۔ مثلاً قانون طلب کے مطابق اگر باقی حالات بدستور ہیں اور کسی شے کی قیمت میں اضافہ ہو جائے تو اس کی طلب کم ہو جاتی ہے اور قیمت کم ہونے پر طلب میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ باقی حالات سے یہ فرض کیا جاتا ہے کہ صارف کی آمدنی' پسند' عادات ان کی تعداد اور متبادل اشیاء کی قیمتوں میں کوئی تبدیلی نہیں آتی گویا یہ سب ایک "مفروضہ" ہے۔

3۔ عمومی نوعیت کے ہوتے ہیں: معاشی قوانین چونکہ مختلف رجحانات کا عمومی اظہار ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں مقداری صورت میں ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً قانون طلب کی رُو سے یہ تو کہا جا سکتا

ہے کہ جب کسی شے کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے تو اس کی طلب کم ہو جاتی ہے لیکن عددی صورت میں یہ معلوم کرنا کہ کتنے فی صد قیمت میں اضافے سے طلب میں کتنے فیصد کمی واقع ہوگی۔ بہت مشکل ہے۔

4- پیش گوئی نہیں کی جاسکتی بعض علوم کے قوانین اور فارمولوں کی مدد سے بعض باتوں کی پیش گوئی کی جاسکتی ہے مثلاً سورج طلوع یا غروب ہونے کا وقت۔ سورج گرہن یا چاند گرہن کا وقت پہلے سے بتایا جاسکتا ہے لیکن معاشی قوانین کی پیشگوئی ممکن نہیں کیونکہ انسانی روّیہ کے بارے میں حتمی طور پر کوئی حکم لگانا نہایت مشکل امر ہے۔ انسان کی ذہنی کیفیت کا اندازہ لگانے کے لئے آج تک کوئی ایسا آلہ ایجاد نہیں ہُوا۔

5- سزا یا جرمانہ نہیں ہوتا: معاشی قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں کوئی سزا یا جرمانہ عائد نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ ان پر عمل نہ کرنے سے نہ تو حکومت کے کسی قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور نہ ہی دیگر افراد معاشرہ کو کوئی نقصان پہنچتا ہے البتہ یہ ممکن ہے کہ کسی معاشی قانون پر عمل نہ کرنے سے کسی شخص کو ذاتی نقصان اٹھانا پڑے۔ مثلاً اگر کوئی صارف قانون طلب کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کسی شے کی قیمت زیادہ ہونے پر اس کی زیادہ مقدار خرید لے تو اسے زیادہ مالی بوجھ برداشت کرنا پڑتا ہے لیکن اس سے کسی دوسرے کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

6- دیگر معاشرتی علوم کے قوانین کے مقابلہ میں زیادہ صحیح ہیں: اگرچہ معاشی قوانین طبعی علوم کے قوانین کے مقابلہ میں زیادہ درست ثابت نہیں ہوتے تاہم دیگر معاشرتی علوم مثلاً شہریت' تاریخ' فلسفہ اور نفسیات وغیرہ کے قوانین سے نسبتاً زیادہ صحیح ثابت ہوتے ہیں کیونکہ معاشیات میں زر Money ایک ایسا آلہ اور ذریعہ ہے جس کی مدد سے معاشرے میں ہونے والی تبدیلیوں کو آسانی سے ماپا جاسکتا ہے۔ دیگر معاشرتی علوم کے پاس ایسی کوئی اکائی یا آلہ موجود نہیں۔

7- اختیاری نوعیت کے ہوتے ہیں: معاشی قوانین کی پابندی کوئی لازمی امر نہیں بلکہ کسی شخص کی اپنی صوابدید پر ہے کہ وہ ان پر عمل پیرا ہو یا ان کی خلاف ورزی کرے۔ اسے دونوں میں سے کسی ایک صورت پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

معاشی قوانین کا دیگر قوانین سے موزانہ
(Comparison with other laws)

معاشی قوانین کا دیگر قوانین سے مقابلہ کرنے کے بعد ہی ان کے مشترک اور متضاد پہلو منظر عام پر لائے جاسکتے ہیں۔

1- معاشی قوانین اور ریاستی قوانین (Economic Laws Vs State laws): کسی ملک کی حکومت ملکی نظم و نسق چلانے کے لئے جو قوانین نافذ کرتی ہے انہیں ریاستی قوانین کہا جاتا ہے۔ ان قوانین پر عملدرآمد کے لئے وہ پولیس اور عدالت جیسے محکمے قائم کرتی ہے۔ ان محکموں کے قوانین کی ہر شخص پر پابندی لازمی ہوتی ہے اور خلاف ورزی کی صورت میں ہر شخص قید یا جرمانہ کا سزاوار ہوتا ہے۔ ان قوانین میں ترمیم کی بھی لچک ہوتی ہے اور ضرورت پڑنے پر انہیں منسوخ بھی کیا جاسکتا ہے۔

ان کے مقابلے میں معاشی قوانین لوگوں کے ایک مخصوص طرز عمل کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ لہٰذا اختیاری نوعیت رکھتے ہیں مثلاً یہ کہ کسی صارف کی اپنی مرضی ہے کہ وہ ایسی شے خریدے جس میں زیادہ افادہ ہو یا اسکے برعکس جس میں کم افادہ پایا جائے۔ اسے کسی بات پر مجبور تو نہیں کیا جاسکتا اور اگر کسی قانون کی وہ خلاف ورزی بھی کرتا ہے تو اسے کوئی سزا نہیں دی جاسکتی۔ ریاستی قوانین کے برعکس معاشی قوانین منسوخ بھی نہیں کئے جاسکتے۔

2- معاشی قوانین اور اخلاقی قوانین (Economic Laws Vs Moral Laws):

مذہب اور تہذیب و معاشرت کی سربلندی کے لئے افراد معاشرہ ازخود جو اخلاقی پابندیاں اپنے اوپر عائد کر لیتے ہیں ان سے اخلاقی اقدار کے فروغ کے ساتھ ساتھ امرونہی کے معاشرتی قوانین کو بھی رائے عامہ کی حمایت حاصل ہوتی ہے۔ یعنی بعض کام کرنے اور بعض نہ کرنے پر بطور خاص زور دیا جاتا ہے مثلاً دوسروں کے ساتھ ہمدردی سے پیش آؤ۔ ہمیشہ سچ بولو' کسی کا دل نہ دکھاؤ' غیبت نہ کرو وغیرہ وغیرہ۔ ان کی خلاف ورزی کرنے پر ہر چند حکومت کی طرف سے کوئی سزا نہیں ملتی۔ تاہم معاشرے میں ایسے شخص کا وقار گر جاتا ہے گویا معاشرے میں اس کا کسی سے لین دین اور میل ملاپ تک منقطع ہو جاتا ہے۔

اس کے برعکس معاشی قوانین لوگوں کے یکساں قسم کے طرز عمل کو واضح کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان پر عمل نہ بھی کرے تو چونکہ اس سے دوسروں کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اس لئے اس سے میل ملاپ بند نہیں کیا جاتا۔ ان دونوں قوانین کا مشترک پہلو یہ ہے کہ بعض ایسے معاشی اقدامات ہو سکتے ہیں جن کا تعلق بیک وقت اخلاقی اور معاشی بہبود سے ہوتا ہے مثلاً ذخیرہ اندوزی' چور بازاری اور سمگلنگ جیسی لعنتوں کی ممانعت وغیرہ۔

3- معاشی قوانین اور طبعی علوم کے قوانین (Economic Laws Vs Laws of natural sciences):

بہت سے طبعی علوم مثلاً فزکس اور کیمسٹری وغیرہ کے اپنے اپنے قوانین ہیں جو معاشی قوانین کے مقابلہ میں زیادہ اٹل' جامع اور ہمہ گیر نوعیت کے ہیں۔ چوں کہ ان کا تعلق مادے (Matter) سے ہوتا ہے جو کہ ایک بے جان شے ہے اس لئے اس پر عمل بار بار دہرانے سے سو فیصد ایک ہی نتیجہ برآمد ہوتا ہے' جس کی عددی پیائش بھی کی جا سکتی ہے۔ لہٰذا یہ مقداری نوعیت کے ہوتے ہیں اور ان میں زیادہ قطعیت (Exactness) پائی جاتی ہے۔

ان کے مقابلہ میں معاشی قوانین کا تعلق انسان کی ذہنی کیفیت سے ہوتا ہے' جس کے بارے میں حتمی طور پر کوئی پیش گوئی نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے یہ عمومی رجحانات کا اظہار کرتے ہیں اور مشروط نوعیت کے ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر مارشل کے مطابق "معاشی قوانین کشش ثقل کے سادہ اور ہمہ گیر قانون کی طرح نہیں ہوتے بلکہ یہ مدوجزر کے قوانین کے مشابہ ہوتے ہیں۔"

4- معاشی قوانین اور کھیل کے قوانین (Economic laws Vs Game laws):

ہر کھیل کے کچھ اپنے اصول ہوتے ہیں اور جب بھی کوئی کھلاڑی کھیل کے میدان میں اترتا ہے تو اس پر کچھ پابندیاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ اگر وہ ان پابندیوں کو بار بار توڑتا ہے تو اسے وارننگ دینے کے بعد کھیل کے میدان سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔ کھیل کے قوانین ماہرین کی کمیٹی تشکیل دیتی ہے جن کی پابندی ہر کھلاڑی پر لازم ہوتی ہے۔

ان کے مقابلے میں معاشی قوانین لوگوں کے مخصوص طرز عمل کو ظاہر کرتے ہیں اور اگر ان پر عمل نہ بھی ہو تو انہیں کوئی جرم یا گناہ تصور نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا سزا کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

معاشی تجزیہ کے طریقے
(Methods of Economic Analysis)

مختلف معاشرتی اور طبعی علوم کے قوانین جن دو طریقوں کی مدد سے اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

1- استخراجی طریقہ (Deductive method)   2- استقرائی طریقہ (Inductive Method)

استخراجی طریقہ:(Deductive method) اس طریقہ کو کلاسیکی مکتب فکر کے معاشین؛ جن میں ریکارڈو سینئر اور جے ایس مل وغیرہ شامل ہیں معاشی قوانین اخذ کرنے کے لئے استعمال کرتے رہے۔ اس میں عام حالات سے خاص حالات کی طرف سفر کیا جاتا ہے۔"We move from general to particular" یعنی اس میں عام اور سادہ حقائق کو اساس بنا کر ان سے خاص نتائج اخذ کئے جاتے ہیں۔ جنھیں قوانین کا نام دیا جاتا ہے۔ مثلاً یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان فانی ہے۔ احمد بھی ایک انسان ہے اس لئے وہ بھی فانی ہے۔ اس طرح یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ جب کسی شے کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے تو اس کی طلب کم ہو جاتی ہے اور جب قیمت کم ہوتی ہے تو طلب میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اسے قانون طلب کا نام دے دیا گیا ہے۔ ایسا کرتے وقت مندرجہ ذیل باتیں پیش نظر رکھی جاتی ہیں۔

1- سب سے پہلے عام حقائق منتخب کئے جاتے ہیں۔
2- ان حقائق سے خاص نتائج اخذ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ 3- پھر ان نتائج کو پرکھا جاتا ہے۔
4- ان نتائج اور حقائق کے باہمی رشتوں کو قانون کا نام دے دیا جاتا ہے۔

اگرچہ یہ طریقہ سادہ اور آسان ہے لیکن اس بات کا خدشہ بہرحال موجود رہتا ہے کہ جن حقائق کو پیش نظر رکھ کر مخصوص نتائج حاصل کئے جائیں وہ ہر حال میں درست ثابت نہ ہو سکیں۔ اسی طرح اس ضمن میں جن مفروضات کا سہارا لیا جاتا ہے وہ بھی عملی زندگی میں صحیح ثابت نہ ہوں اور حالات و واقعات کا حقیقی مشاہدہ نہ ہو پائے لہٰذا جدید ماہرین اس طریقہ کو زیادہ صحیح تسلیم نہیں کرتے۔

استقرائی طریقہ:(Inductive method) اسے تاریخی طریقہ استدلال بھی کہا جاتا ہے۔ اسے جرمنی کے فریڈرک لسٹ، امریکہ اور برطانیہ کے ماہرین نے اختیار کیا ہے۔ اس میں مخصوص حالات سے عام حالات کی طرف سفر کیا جاتا ہے یعنی:

"We Move from Particular to General."

مثال کے طور پر احمد فوت ہو گیا اس لئے کہ وہ انسان تھا۔ لہٰذا انسان فانی ہے جب زاہد کی آمدنی میں اضافہ ہوا تو اس نے اشیاء کی زیادہ مقدار خرید لی۔ لہٰذا آمدنی بڑھنے پر اشیاء کی طلب میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس طریقہ کے تحت قوانین اخذ کرتے وقت مندرجہ ذیل باتیں پیش نظر رکھی جاتی ہیں۔

1- سب سے پہلے مختلف حقائق کا غیر جانبدارانہ مشاہدہ کر کے اعداد و شمار جمع کئے جاتے ہیں۔
2- پھر اعداد و شمار کو ترتیب دے کر ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔
3- تجزیہ کے بعد نتائج حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جن کی بنیاد پر قوانین تشکیل پاتے ہیں۔

اس طریقہ کا یہ فائدہ ہے کہ حقائق کی اچھی طرح سے چھان بین کرنے کے بعد قوانین بنائے جاتے ہیں جس سے قوانین بہتر اور درست ثابت ہوتے ہیں۔ چونکہ ماہر شماریات بھی اعداد و شمار اکٹھا کرنے کے لئے یہی طریقہ استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے دور جدید میں استقرائی طریقہ کی اہمیت و افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے پھر بھی اس میں اس بات کا بہرحال خطرہ موجود رہتا ہے کہ جو اعداد و شمار اکٹھے کئے جائیں کہیں وہ ادھورے اور نامکمل نہ ہوں۔

دونوں طریقوں (استخراجی اور استقرائی) کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان میں الگ الگ خوبیاں بھی موجود ہیں اور خامیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ اس لئے کسی ایک پر انحصار کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ دونوں کا بیک وقت استعمال ضروری ہے تاکہ ایک کی خامی پر دوسرے کی خوبی حاوی ہو جائے اور صحیح نتائج حاصل ہوں۔ پس ان دونوں کی اسی اہمیت کے پیش نظر ڈاکٹر مارشل رقمطراز ہیں۔

''سائنسی تحقیق کے لئے استخراجی اور استقرائی دونوں طریقے اتنے ہی ضروری ہیں جتنا کہ چلنے کے لئے بیک وقت بایاں اور دایاں پاؤں۔''

علم معاشیات کی اقسام
Classification of Economics

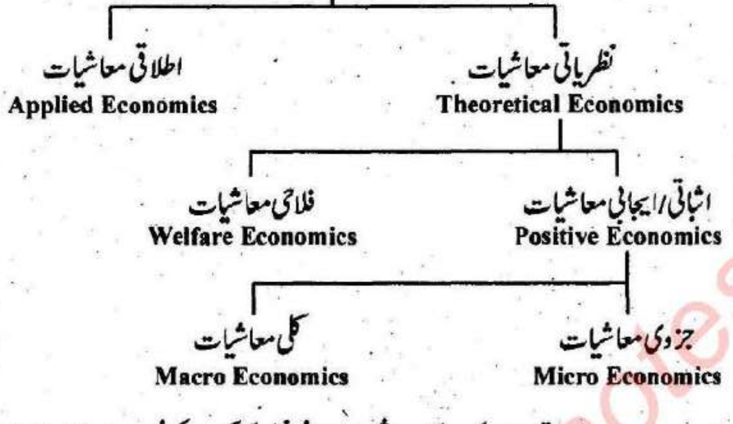

نظریاتی معاشیات: اس میں مختلف ممالک کے معاشی نظام پیش نظر رکھ کر ان کی خصوصیات زیر بحث لائی جاتی ہیں اور حالات وکوائف کا غیر جانبدارانہ مشاہدہ کر کے ان سے بنیادی قوانین اخذ کئے جاتے ہیں۔ مثلاً قانون طلب، قانون رسد، قانون تقلیل افادہ مختتم، قانون تکثیر حاصل اور قانون تقلیل حاصل وغیرہ۔ مزید برآں اس میں ماہرین کی رائے کی روشنی میں مختلف معاشی نظریات بیان کئے جاتے ہیں اور مختلف شعبوں میں لوگوں کے طرز عمل کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر آجروں کا طرز عمل اور صارفین کا روّیہ وغیرہ۔ نیز اس میں مختلف معاشی، معاشرتی اور تمدنی اداروں کی کارکردگی پر نظر رکھی جاتی ہے۔ اس کی مزید دو قسمیں ہیں۔

(ا) ایجابی یا اثباتی معاشیات **Positive Economics** (ب) فلاحی معاشیات **Welfare Economics**

(ا) اثباتی یا ایجابی معاشیات (Positive Economics): کلاسیکی معیشت دان مثلاً ریکارڈو، مل، سینئر وغیرہ معاشیات کو محض علم الحقیقت کا درجہ دیتے رہے۔ پروفیسر رابنز اور لارڈ کینز نے بھی اسے غیر جانبدارانہ علم کا نام دیا ہے۔ ایجابی معاشیات میں معاشی مسائل کے اسباب و نتائج بیان کئے جاتے ہیں اور حالات کا جوں کا توں (As they are) مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس میں انسانی معاشی زندگی کے بنیادی حقائق کا غیر جانبدارانہ مشاہدہ اور تجزیہ کیا جاتا ہے اور اس سے جو خاص نتائج حاصل ہوتے ہیں انہیں قوانین کا نام دے دیا جاتا ہے۔

(ب) فلاحی معاشیات (Welfare Economics): ڈاکٹر مارشل، پیگو اور کینن وغیرہ نے معاشیات کو مادی خوشحالی کا علم قرار دیا اور اس کا رشتہ معاشی اور معاشرتی فلاح و بہبود سے استوار کیا۔ یہ ماہرین معاشیات روٹی، کپڑا اور مکان کی بنیادی اور لازمی اضافی سہولیات پر زور دیتے ہیں اور ان کے حصول اور بہتری کے اقدام تجویز کرتے ہیں۔ اسی لئے انہیں "فلاحی معاشیین" (Welfare Economists) کہا جاتا ہے۔ ایجابی معاشیات کو مزید دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

-1 جزوی معاشیات Micro Economics -2 کلی معاشیات Macro Ecnomics

جزوی یا جزیاتی معاشیات (Micro Economics): (Micro) مائیکرو کو (Small) چھوٹے کے معنوں میں لیا جاتا ہے۔ اس میں معیشت کے مختلف شعبوں کا الگ الگ چھوٹی چھوٹی اکائیوں کی صورت میں جائزہ لیا جاتا ہے مثلاً کسی صارف کا روّیہ، کسی شے کی طلب اور رسد کا مطالعہ، شے کی قیمت کا تعین۔ فرم کے

مسائل اور توازن کی مختلف صورتیں، عاملین پیدائش کے معاوضوں کا تعین وغیرہ۔ اس میں درج ذیل مسائل زیر بحث آتے ہیں۔

1- نظریہ قیمت:(Price Theory) اس حصے میں کسی شے کی طلب اور رسد کا مطالعہ کرنے کے بعد اس کی قیمت کے تعین کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ نیز قیمتوں کی میکانیت کے آزاد معاشی نظام پر پڑنے والے اثرات واضح کئے جاتے ہیں۔

2- صارف کے روّیہ کا نظریہ:(Consumer's Behaviour) اس حصے میں صارف کے طرز عمل پر نظر رکھی جاتی ہے وہ یوں کہ جب وہ بازار سے اشیاء خریدنے کے لئے جاتا ہے تو ان پر اٹھنے والے اخراجات کو وہ کس طرح ترتیب دیتا ہے۔ گویا اس کے روّیے کا جائزہ ''افادہ کے رنگ میں اور عدم ترجیح کے خطوط'' کی مدد سے لیا جاتا ہے۔

3- فرم کا روّیہ:(Behviour of the firm) اس حصے میں فرم کے مقاصد اور مسائل زیر بحث آتے ہیں نیز مکمل مقابلے اور اجارہ داری کے تحت فرم کے توازن کی مختلف صورتیں بیان کی جاتی ہیں اور صنعت کا توازن بھی زیر غور آتا ہے۔

4- تقسیم دولت کا نظریہ(Theory of the Distribution of wealth): اس میں قومی آمدنی کی تقسیم سے متعلق نظریہ مختتم پیداواری کا تنقیدی جائزہ لیا جاتا ہے اور ہر عامل پیدائش کے معاوضے کا تعین کیا جاتا ہے۔ مثلاً زمین کا لگان، محنت کی اُجرت سرمائے کا سود اور آجر کا منافع وغیرہ۔

کلی یا کلیاتی معاشیات:(Macroeconomics) میکرو Macro کو Large بڑے کے معنوں میں لیا جاتا ہے۔ یہ اصطلاح لارڈ کینز نے پیش کی ہے۔ اس میں معیشت کا بحیثیت مجموعی جائزہ لیا جاتا ہے۔ اور مسائل کو قومی اور بین الاقوامی سطح پر بیان کیا جاتا ہے۔ مثلاً قومی آمدنی اور روزگار، مجموعی طلب، مجموعی رسد، قومی سطح پر بچت، صرف اور سرمایہ کاری، ضارب، اسراع، زر، مالیات اور بین الاقوامی تجارت وغیرہ۔ بقول پروفیسر ایلین Allen ''کلی معاشیات میں بڑے بڑے معاشی مجموعوں کے باہمی رشتوں کو بیان کیا جاتا ہے۔'' پروفیسر ایکلے (Ackley) کے الفاظ میں ''کلی معاشیات کا تعلق معاشی معاملات کی کلی حیثیت سے ہے۔''

اس میں مندرجہ ذیل امور زیر بحث لائے جاتے ہیں۔

1- قومی آمدنی اور روزگار کا نظریہ(National income and employment): اس حصے میں قومی آمدنی کا مفہوم، اسے ماپنے کے طریقے اور مطالعہ کی اہمیت بیان کی جاتی ہے۔ آمدنی کا صرف، بچت اور سرمایہ کاری سے رشتہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ قومی آمدنی کی متوازن سطح کا جائزہ لیا جاتا ہے اور ضارب واصول اسراع کا عمل بیان کیا جاتا ہے۔ روزگار سے متعلق مختلف نظریات کا جائزہ بھی لیا جاتا ہے۔

2- قومی آمدنی میں اُتار چڑھاؤ:(Business Fluctuations) اس میں تجارتی چکر کے مختلف ادوار، خصوصیات، اسباب اور نظریات بیان کرنے کے بعد اس کا علاج بھی تجویز کیا جاتا ہے۔

3- زر اور بنکاری:(Money and Banking) اس میں زر کے مفہوم۔ فرائض اور قدر میں تبدیلیوں کے اثرات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ نیز بنکوں کے فرائض اور کارکردگی پر نظر رکھی جاتی ہے۔ اس کیساتھ مرکزی بنک کے زری رسد کو کنٹرول کرنے کے طریقے، زری پالیسی کے مقاصد اور آلات کار زیر بحث لائے جاتے ہیں۔

4-مالیات:(Finance) اس شعبے میں حکومت کی آمدوخرچ کی پالیسی کے مقاصد بیان کرنے کے ساتھ ساتھ حکومت کی آمدنی کے ذرائع اور اخراجات کی مدّوں کا جائزہ بھی لیا جاتا ہے۔ نیز ٹیکسوں کا مفہوم، اقسام اور انہیں عائد کرنے کے اصول زیر بحث آتے ہیں قرضہ کی ضرورت اور معاشی اہمیت بھی بیان کی جاتی ہے۔

5-بین الاقوامی تجارت(International Trade): اس میں تجارت کے وجود میں آنے سے متعلق نظریات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اس کے فوائد و نقصانات بیان کئے جاتے ہیں۔ ادائیگیوں کے توازن اور تجارت کے توازن میں فرق واضح کیا جاتا ہے۔ ادائیگیوں کے توازن میں خرابی کے اسباب کا جائزہ لینے کے بعد اسے درست کرنے کے اقدامات تجویز کئے جاتے ہیں۔ بین الاقوامی مالی اداروں اور تجارتی معاہدوں کا بھی مطالعہ کیا جاتا ہے۔

اطلاقی معاشیات(Applied Economics): نظریاتی معاشیات میں جو قوانین اور اصول بیان کئے جاتے ہیں ان کا کسی ملک کے مخصوص حالات پر اطلاق کر کے اس ملک کے معاشی مسائل کو حل کرنے کے لئے عملی اقدامات کا نام اطلاقی معاشیات ہے۔ اس میں کسی ملک کے وسائل اور ذرائع کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد ان کے بھرپور استعمال کے طریقے دریافت کئے جاتے ہیں۔ نیز معیشت کے شعبوں کے مسائل دریافت کئے جاتے ہیں۔
مثال کے طور پر ہم پاکستان کی معیشت کے سب سے بڑے شعبہ (زرعی شعبہ) کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ فی ایکڑ پیداوار کم ہے کیونکہ

-1 کھاد کا استعمال بہت تھوڑا ہے۔ -2 اچھے بیجوں کی کمی ہے۔
-3 کاشت کار عام طور پر اَن پڑھ ہیں اور جدید طریقہ کاشتکاری نہیں اپناتے۔
-4 سیم اور تھور کا مسئلہ موجود ہے۔ -5 آبپاشی کی سہولیات ناکافی ہیں۔
-6 زمین انتشار اور بکھراوٹ کا شکار ہے وغیرہ وغیرہ۔

پھر زرعی شعبہ کی پیداوار بڑھانے کے لئے ماہرین کی رائے کو عملی جامہ پہنایا جاتا ہے۔
مثلاً:

-1 کھاد تیار کر کے ڈیلروں کے ذریعہ تقسیم کی جاتی ہے۔
-2 زرعی سپلائی کارپوریشن اچھے بیجوں کی فراہمی کا بندوبست کرتی ہے۔
-3 زرعی ترقیاتی بنک اور دیگر تجارتی بنک کھاد، بیج اور زرعی آلات کے لئے قرضہ کی فراہمی کا بندوبست کرتے ہیں۔
-4 حکومت کا محکمہ زراعت، کاشت کاروں کو کیڑے مکوڑوں سے بچاؤ کی تدابیر اور ضروری مشورے دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

پس کسی شعبے کے مسائل کو حل کرنے اور اس کی کارکردگی بڑھانے کے لئے مجوزہ اقدامات ہی اطلاقی معاشیات کا حصہ ہیں۔

(علم معاشیات کی اہمیت و افادیت)
Importance Utility of the study of Economics

معاشیات کے مطالعہ کے فوائد

انسانی زندگی کی بہتری اور خوشحالی کے لئے مختلف علوم کا مطالعہ بڑا کارآمد ہوتا ہے۔ انسان کا تعلق دنیا کے کسی بھی شعبے سے ہو اس کا مقصود شادمان اور خوشگوار زندگی ہی ہے علم معاشیات بھی معاشی مسائل کو حل کرنے اور معیشت کی بہتری کے اقدام تجویز کرنے پر توجہ دیتا ہے۔ اس لئے معاشی زندگی میں اس کی اہمیت و افادیت محتاج بیاں نہیں ہے۔ اس کے مطالعہ سے جو علمی اور عملی دونوں قسم کے فوائد حاصل ہوتے ہیں ان کا ذکر درج ذیل سطور میں کیا جاتا ہے۔

(الف) علمی افادیت Theoretical utility

1- شعور کی پختگی: علم معاشیات کے مطالعہ سے انسان میں سوچ و بچار اور مسائل کو سمجھنے اور انہیں حل کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ اس سے غور و فکر کرنے اور تحقیق و تجسس کی قوتیں اُجاگر ہوتی ہیں۔ نیز شعور پختہ ہوتا ہے۔ اور ذہنی صلاحیتیں بیدار ہوتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آئے دن کے حالات پر نظر رکھ کر ضروری نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں جن سے شوق نظر اور وسعت عقل نصیب ہوتی ہے۔

2- معلومات میں اضافہ: عہد حاضر میں علم معاشیات کے بنیادی تصورات سے واقف ہوئے بغیر حالات و واقعات کو آسانی سے نہیں سمجھا جا سکتا۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر جو معاشی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں ان سے آگاہی کے لئے بھی معاشیات کا مطالعہ ضروری ہے مثلاً افراط زر، افراط آبادی، تخفیف قدر زر، ایکسچینج کنٹرول، قیمتوں پر کنٹرول، تمویل خسارہ، محصول بندی، منصوبہ بندی، معاشی بحران، سرد بازاری اور گرم بازاری وغیرہ کو سمجھنے کے لئے معاشیات کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے۔

3- قوت استدلال میں اضافہ: علم معاشیات کے مطالعہ سے ذہن کی پختگی کے ساتھ ساتھ قوت استدلال بھی بڑھتی ہے جن کی مدد سے مسائل کے حل کے لئے ٹھوس اور جاندار مثالیں پیش کرکے انسان اپنے موقف کی بہتر طور پر حمایت کر سکتا ہے۔ معاشیات کے مختلف موضوعات کے مطالعہ سے صحیح فیصلے کرنے میں مدد ملتی ہے۔

(ب) عملی افادیت Practical utility

1- معاشی مسائل کا حل: دنیا کے اکثر ممالک کئی معاشی مسائل سے دوچار ہیں جن میں افراط آبادی، افراط زر، بے روزگاری، ادائیگیوں کے توازن میں خرابی، زرعی پسماندگی، قلت خوراک اور صنعتی پسماندگی جیسے مسائل شامل ہیں۔ معاشیات کے مطالعہ سے ان مسائل کے حل میں مدد ملتی ہے۔ یعنی ان کے اسباب کا جائزہ لینے کے بعد مناسب اقدامات تجویز کئے جاتے ہیں۔

2- صارفین کی مدد: ہر شخص کے ذرائع محدود اور خواہشات بے شمار ہیں۔ علم معاشیات ایک صارف کی راہنمائی کرتے ہوئے اسے سمجھاتا ہے کہ کن اصولوں پر کاربند ہو کر وہ اپنے محدود ذرائع سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکتا ہے مثلاً اگر کوئی صارف قانون مساوی افادہ مختتم پر عمل پیرا ہو جائے تو وہ خرید کردہ اشیاء سے زیادہ سے زیادہ افادہ حاصل کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

3- آجروں کی مدد: آجر ایسی ہستی ہوتی ہے جو کاروباری بنیاد پر شے تیار کرتی ہے۔ مختلف عاملین کو اپنے کاروبار میں لگاتی ہے۔ انہیں معاوضے ادا کرتی ہے اور نفع و نقصان کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ اگر کوئی آجر یا صنعت کار علم معاشیات سے واقف ہوگا تو وہ عاملین کا معیاری اشتراک حاصل کر پائے گا اور عاملین کو ان کے معاوضے نظریہ مختتم پیداواری کے مطابق ادا کرے گا۔ مزید برآں وہ شے کی قیمت کے تعین کے وقت اس کی "طلب کی لچک" پر نظر رکھے گا اور اس طرح زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کے قابل بن سکے گا۔

4- تاجروں کو مفید مشورے: تاجر حضرات اشیاء کی خرید و فروخت کا کام کرتے ہیں۔ لہٰذا کاروباری اُتار چڑھاؤ سے ان کی واقفیت ضروری ہے۔ کرنسی کے نظام، شرح مبادلہ، گرم بازاری، سرد بازاری، ٹیکسوں میں کمی بیشی، اشیاء کی طلب اور رسد میں باہمی توازن وغیرہ ایسے امور ہیں جو تاجر کے منافع پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کا جاننا ایک تاجر کے لئے نہایت ضروری ہے۔

5- مزدوروں کی بھلائی: معاشیات کا علم مزدوروں کی بھلائی اور بہتری کے کام بھی آتا ہے۔ اس کے مطالعہ سے مزدور خود کو مزدور انجمنوں میں متحد کر کے اپنی سودا بازی کی قوت مضبوط بنا لیتے ہیں جس سے صنعت کار کے لئے ان کا استحصال کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر ان کی اُجرتیں کم ہوں تو علم معاشیات کی راہنمائی میں وہ مناسب اقدامات سے اپنی اُجرتوں میں اضافہ بھی کروا سکتے ہیں۔

6- سیاست دانوں کی راہنمائی: ایک اچھا سیاستدان بننے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ملکی ذرائع اور قومی مسائل سے واقفیت رکھتا ہو۔ اسے معیشت کے مختلف شعبوں کی اہمیت اور کارکردگی کا اندازہ ہو اور لوگوں کی ضروریات کا علم ہو۔ ذرائع کے بھرپور استعمال اور مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت اس میں موجود ہو تا کہ وہ لوگوں کا معیار زندگی بلند کرنے میں مدد دے سکے۔ اگر ملکی سیاسی بنیادیں مضبوط اور مستحکم ہوں گی تو معاشی لحاظ سے بھی ملک ترقی کر سکے گا اور اگر معاشی حالات بہتر ہوں گے تو اسے سیاسی استحکام بھی نصیب ہو سکے گا۔

7- وزیر مالیات کی مدد: علم معاشیات وزیر خزانہ کی بھی راہنمائی کرتا ہے۔ وزیر خزانہ کو ملک کا بجٹ تیار کرنا ہوتا ہے۔ آمدنی حاصل کرنے کے لئے ٹیکس لگانا ہوتے ہیں۔ منصوبہ بندی کرنا ہوتی ہے۔ اخراجات میں زیادہ سے زیادہ معاشرتی بہبود کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔ اس طرح ٹیکس لگاتے وقت اسے نافذ کرنے کے اصول اور لوگوں کی استعداد پذیری کو بھی پیش نظر رکھنا ہوتا ہے پھر ٹیکسوں کا ایسا نظام تجویز کرنا پڑتا ہے، جو مثالی نوعیت کا ہو۔ ان تمام باتوں سے واقفیت کے لئے وزیر موصوف کو علم معاشیات کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے۔

8- غربت دور کرنے میں مدد: علم معاشیات کے مطالعہ سے کسی ملک کے معاشی نظام کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے اس سے لوگوں کے معیار زندگی کا پتہ چلتا ہے اور ان کے مسائل کا علم ہوتا ہے۔ اکثر پسماندہ ممالک میں غربت کی وجہ منحوس چکر ہے جو قلت سرمایہ اور ذرائع کے نیم استعمال کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا سرمایہ کی فراہمی، روزگار میں اضافہ کر کے غربت و افلاس اور بیروزگاری جیسی لعنتوں سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔

9- دولت کی مساویانہ تقسیم میں مدد: اکثر پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک میں دولت کی تقسیم ناہموار ہے۔ ایک طرف انتہائی امیر طبقہ ہے جو اپنی دولت کا بیشتر حصہ عیش و عشرت کی نذر کر دیتا ہے تو دوسری طرف انتہائی غریب طبقہ جو ضروریات زندگی کے حصول کی خاطر ساری زندگی سسک سسک کر گزار دیتا ہے۔ لہٰذا امیر اور غریب کے درمیان جو وسیع خلیج پیدا ہو گئی ہے اسے کم کرنے کے لئے معاشیات کا مطالعہ اشد ضروری ہے۔

10- عاملین پیدائش کی کارکردگی کا جائزہ: علم معاشیات ہی کے مطالعہ سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اشیاء وخدمات کی پیداوار کے لئے زمین، محنت، سرمایہ اور تنظیم جیسے چار عاملین کس قدر اہم اور ضروری ہیں۔ لہٰذا معیشت میں ان عوامل کی رسد اور طلب پر نظر رکھتے ہوئے ان کی کارکردگی کا جائزہ لیا جاتا ہے اور ان کے معاوضوں کا مسئلہ حل کیا جاتا ہے۔

11- ذریعہ معاش کی تلاش میں مدد: جو طالب علم معاشیات کے مضمون کا فارغ التحصیل ہوتا ہے اسے ذریعہ معاش تلاش کرنے میں سہولت رہتی ہے کیونکہ صنعتی، تجارتی اور انتظامی

www.downloadclassnotes.com

اداروں میں معاشیات سے واقفیت رکھنے والے امیدواروں کو دوسروں پر ترجیح دی جاتی ہے اس طرح ان کی ملازمت کا مسئلہ جلد حل ہو جاتا ہے۔

12- اچھا شہری بننے میں مدد: ایک اچھا شہری وہی ہے جو ملکی اور غیر ملکی معاشی حالات سے آگاہی رکھتا ہو وہ اپنے وسائل کا بھرپور استعمال چاہتا ہو۔ حکومت کے معاشی فیصلوں پر اس کی نظر ہو اور ان پر صحت مند تنقید کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اپنے اور دوسرے شہریوں کے مسائل حکام بالا تک پہنچانے کا حوصلہ اور استعداد رکھتا ہو اور ان مسائل کے حل کے لئے حکومت کے ساتھ تعاون کے لئے ہر دم تیار بھی ہو۔ لہٰذا ووٹن (Wootton) کے مطابق "ایک اچھا شہری بننے کے لئے اچھا معیشت دان ہونا ضروری ہے۔"

13- ترقی بذریعہ معاشی منصوبہ بندی: کسی ملک کی قومی آمدنی میں اضافہ کرنے اور معاشی ترقی کی رفتار تیز تر کرنے کے لئے ملکی وسائل کا تجزیہ اور بھرپور استعمال بہت ضروری ہے اور یہ کام معیشت دانوں کی ماہرانہ رائے اور مناسب منصوبہ بندی کے ذریعے بہتر طور پر پایہ تکمیل تک پہنچ سکتا ہے۔

اہم مشقی سوالات

نوٹ: پنجاب کے تمام بورڈز بشمول آزاد کشمیر بورڈ میں 2011ء سے لیکر 2019ء تک آنے والے کثیر الانتخابی سوالات (MCQ's) بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔

معروضی سوالات: Objective Questions

سوال 1: ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں، درست جواب کو مارکر یا پین سے بھر دیا گیا ہے۔

1- درج ذیل میں سے کون سا معیشت دان معاشیات کا بانی کہلاتا ہے۔
(A) ڈیوڈ ریکارڈو (B) آدم سمتھ (C) جے۔ ایس۔ مل (D) رابنز

2- "بابائے معاشیات" کسے کہا جاتا ہے۔
(A) ریکارڈو (B) مارشل (C) ایڈم سمتھ (D) پیگو

3- آدم سمتھ کے مطابق معاشیات علم ہے۔
(A) وقت کا (B) عمل کا (C) دولت کا (D) قدر کا

4- کلاسیکی مکتب فکر کا بانی تھا۔
(A) پیگو (B) مالتھس (C) جے۔ بی۔ کلاک (D) آدم سمتھ

5- پروفیسر آدم سمتھ نے اپنی کتاب "دولت اقوام" کو کتنے حصوں میں تقسیم کیا ہے۔
(A) 2 (B) 3 (C) 4 (D) 5

6- کلاسیکل ماہرین معاشیات کے نزدیک معاشیات علم ہے۔
(A) مادی فلاح کا (B) دولت کا (C) انتخاب اور کامیابی کا (D) سائنس کا

7- الفرڈ مارشل کے نزدیک معاشیات ہے۔
(A) معاشرتی علم (B) اصلاحی علم (C) سائنسی علم (D) اخلاقی علم

www.downloadclassnotes.com

8- نیوکلاسیکل مکتبہ فکر کا بانی تھا۔

[redacted] مارشل (B) رابنز (C) فشر (D) ایڈم سمتھ

9- معاشیات کی نوعیت واہمیت پر کتاب لکھی۔

(A) پیگو (B) کینز (C) جے۔بی۔کلاک [redacted] رابنز

10- معاشیات کو مادی فلاح کا علم کس نے قرار دیا۔

(A) رابنز (B) مالتھس [redacted] مارشل (D) آدم سمتھ

11- معاشیات کی پہلی کتاب ''دولت اقوام'' شائع ہوئی۔

[redacted] 1776ء (B) 1876ء (C) 1890ء (D) 1976ء

12- نوکلاسیکی مکتب فکر کے نزدیک معاشیات ہے۔

(A) ذرائع کی قلت [redacted] مادی فلاح کا علم (C) دولت کا علم ہے (D) مقاصد کی کثرت کا علم ہے

13- ''اصول معاشیات'' لکھی۔

(A) ریکارڈو (B) واکر [redacted] مارشل (D) رابنز

14- مقاصد کی کثرت اور ذرائع کی قلت کی بنیاد پر اختیار کیے جانے والے رویے کا نام

[redacted] معاشیات ہے (B) فن ہے (C) علم ہے (D) جدوجہد ہے

15- کس نے معاشیات کو ''طبعی علم کا درجہ'' دیا۔

[redacted] رابنز (B) کنز (C) مارشل (D) جے۔بی۔کلاک

16- کس نے معاشیات کو سائنس کا علم قرار دیا۔

(A) مارشل [redacted] رابنز (C) ہکس (D) کنز

17- کس مکتبہ فکر حامیوں کا معاشی نقطہ نظر ایک احساس اور ذہنی کیفیت کا نام ہے۔

(A) کلاسیکل [redacted] نوکلاسیکل (C) جدید (D) قدیم

18- معاشیات کی جامع اور سائنٹیفیک تعریف پیش کی۔

[redacted] رابنز نے (B) مارشل نے (C) آدم سمتھ نے (D) کینز نے

19- جدید مکتب فکر کا بانی تھا۔

(A) ریکارڈو (B) کینز (C) مارشل [redacted] رابنز

20- یہ کس کا قول ہے۔ ''معاشیات مادی فلاح و بہبود کا علم ہے''

(A) رابنز [redacted] مارشل (C) فشر (D) آدم سمتھ

21- کتاب ''اصول معاشیات'' کب لکھی گئی۔

(A) 1936ء (B) 1776ء (C) 1931ء [redacted] 1890ء

22- علم معاشیات کی اہمیت اور نوعیت پر کتاب لکھی گئی۔

(A) 1912ء میں (B) 1922ء میں [redacted] 1932ء میں (D) 1936ء میں

23- ''روزگار'' ''سود اور زر پر عام نظریہ'' نامی کتاب لکھی۔

(A) آدم سمتھ نے (B) مارشل نے (C) رابنز نے [redacted] کینز نے

www.downloadclassnotes.com

24۔ لوگوں کے ایک جیسے رویوں کو خاص ترتیب اور الفاظ میں لکھنے کا نام

(A) علم الہدایت ہے (B) علم الحقیقت ہے [redacted] معاشی قانون ہے (D) سائنسی قانون ہے

25۔ کس قسم کی معاشیات میں معیشت کے کلیدی اور مجموعی رویوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

(A) جزیاتی [redacted] کلیاتی (C) اثباتی (D) نظریاتی

26۔ علم معاشیات میں حالات و واقعات کا مشاہدہ اور تجربہ کر کے جوں کا توں بیان کر دینا

(A) علم الہدایت کہلاتا ہے [redacted] علم الحقیقت کہلاتا ہے

(C) علم نباتات کہلاتا ہے (D) علم پیش گینی کہلاتا ہے

27۔ معاشی قوانین اخذ کرنے کے طریقے ہیں۔

[redacted] 2 (B) 3. (C) 4 (D) 5

28۔ معاشی قوانین کی شرائط کہلاتی ہے۔

(A) سائنسی (B) اخلاقی (C) لازمی [redacted] مشروط

29۔ معاشی قوانین کی شرائط کہلاتی ہیں۔

[redacted] مفروضات (B) حدبندیاں (C) تغیرات (D) نظریات

30۔ معاشی قوانین کی نوعیت ہوتی ہے۔

[redacted] اختیاری (B) لازمی (C) سائنسی (D) حقیقی

31۔ معاشی قوانین کا تعلق ہے۔

(A) سیاست سے [redacted] معیشت سے (C) اخلاقی زندگی سے (D) معاشرتی زندگی سے

32۔ معاشی قوانین کو لاگو کرنے کے لئے جن شرائط کا بدستور رکھنا ضروری ہوتا ہے انہیں

[redacted] مفروضات کہتے ہیں (B) حدبندیاں کہتے ہیں (C) تغیرات کہتے ہیں (D) نظریات کہتے ہیں

33۔ معاشی اصطلاح میں کس قانون کی خلاف ورزی پر نہ تو سزا ملتی ہے اور نہ ہی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(A) سائنسی قانون [redacted] معاشی قانون (C) سرکاری قانون (D) اخلاقی قانون

34۔ مندرجہ ذیل میں سے ایک کلیاتی معاشیات کا حصہ نہیں ہے۔

(A) سرکاری مالیات (B) بین الاقوامی (C) قومی آمدنی [redacted] صارف کا رویہ

35۔ کلی معاشیات کا دائرہ بحث ہے۔

(A) رویہ صارف [redacted] بین الاقوامی تجارت (C) رویہ فرم (D) قیمتوں کی میکانیت

36۔ کلی معاشیات کا ایک موضوع ہے۔

(A) رویہ صارف (B) نظریہ قیمت [redacted] قومی آمدنی (D) نظریہ پیدائش دولت

37۔ کلی معاشیات میں کن مسائل پر بحث کی جاتی ہے۔

[redacted] سرکاری مالیات (B) صارف کا رویہ (C) منڈی کا توازن (D) فرم کا توازن

38۔ جزوی معاشیات میں کون سا مسئلہ زیر بحث نہیں لایا جاتا۔

(A) صارفین کا طرز عمل (B) نظریہ قیمت [redacted] قومی آمدنی اور روزگار (D) فرم کا نظریہ

www.downloadclassnotes.com

39۔ جزوی معاشیات میں مطالعہ نہیں کیا جاتا۔

(A) نظریہ قیمت کا (B) رویہ صارف کا (C) فرم کا (D) قومی آمدنی کا

40۔ اثباتی معاشیات کی دو بڑی شاخیں ہیں۔

(A) نظریاتی اور اطلاقی معاشیات (B) فلاحی اور ترقیاتی معاشیات

(C) جزوی اور کلی معاشیات (D) زرعی اور صنعتی معاشیات

41۔ .... عمل معاشیات کے دائرہ کار سے باہر ہے۔

(A) درخت لگانا (B) نماز پڑھنا (C) کارخانہ لگانا (D) ڈیم بنانا

انشائیہ Descriptive Part

نوٹ: پنجاب کے تمام بورڈز بشمول آزاد کشمیر بورڈ میں 2011ء سے لیکر 2019ء تک پوچھے جانے والے مختصر سوالات (Short Questions) بھی شامل کردیئے گئے ہیں۔

پارٹ I:

مختصر بیانیہ سوالات بمعہ جوابات (Short Notes)

1۔ لفظ "Econonmics" کی ابتداء کیسے ہوئی؟

ج: لفظ "Economics" کا مادہ ایک لاطینی لفظ " Oiko Nomos " ہے جس کے معنی گھریلو ضابطہ یعنی ایک گھرانہ کے افراد کا روزی کمانا اور خرچ کرنا ہے۔ بعد میں اس کا اطلاق ریاست پر کیا گیا یعنی ایک ریاست میں رہنے والے افراد اپنی خواہشات کی تکمیل کیلئے کس طرح معاشی زندگی گزارتے ہیں۔ شروع میں اسے پولیٹیکل اکانومی کا نام دیا گیا۔ بعد میں "Economics" (اکنامکس) کہا جانے لگا۔

2۔ "معاشیات دولت کا علم ہے" مختصر بحث کیجئے؟

ج: آدم سمتھ اور اس کے پیروکاروں نے "معاشیات کو دولت کا علم" قرار دیا یعنی ایسا علم جو پیدائش دولت صرف دولت، تقسیم دولت اور تبادلہ دولت پر بحث کرتا ہے۔ چونکہ "دولت" سے مراد ہر وہ شے لی جاتی ہے۔ جس میں افادہ، کمیابی، اور انتقال پذیری کی خوبی پائی جائے۔ ان اشیاء میں ضروریات کی تمام اشیاء شامل ہوتی ہیں۔ لہذا جن ماہرین نے معاشیات کو لالچ اور خودغرضی سکھانے کا علم کہا وہ صحیح نہیں تھے کیونکہ اشیائے ضروریہ کو حصول کوئی برا فعل نہیں۔ "دولت محض روپیہ پیسہ ہی نہیں"۔

3۔ کلاسیکی مکتبہ فکر سے کیا مراد ہے؟

ج: کلاسیکی مکتبہ فکر کے بانی آدم سمتھ تھے اور اس میں جے ایس مل، مالتھس، ریکارڈو اور سینئر وغیرہ شامل رہے۔ ان ماہرین کا نقطہ نظر یہ تھا کہ "معاشیات دولت کا علم ہے" نیز کسی معیشت میں ہر وقت کامل روزگار کی سی کیفیت پائی جاتی ہے اور مزید یہ کہ حکومت کو معاشی معاملات بالکل دخل اندازی نہیں کرنی چاہیئے بلکہ وہ "Non-Interfernce" عدم مداخلت کے حامی تھے۔

4۔ آدم سمتھ کے مطابق معاشیات کے چار اہم شعبے یا ستون یا پہلو بتائیں؟

ج: آدم سمتھ کے مطابق معاشیات کے چار اہم شعبے درج ذیل ہیں۔

① پیدائش دولت ② صرف دولت ③ تقسیم دولت ④ تبادلہ دولت

5۔ پیدائش دولت اور صرف دولت سے کیا مراد ہے؟

ج: **پیدائش دولت:** معاشیات میں پیدائش دولت سے مراد ان اشیاء اور خدمات کی پیدائش ہے جن میں کسی انسانی حاجت کو پورا کرنے کی خوبی موجود ہو اور ان کے بدلے قیمت دینی پڑتی ہو۔

صرف دولت: جبکہ صرف دولت سے مراد اشیاء و خدمات کا براہ راست استعمال کر کے تسکین حاصل کرنا ہے۔ جب ایک شخص اپنی آمدنی کو ضرورت کی تسکین کے لئے مختلف اشیاء اور خدمات پر خرچ کرتا ہے تو اسے صرف دولت کہا جاتا ہے۔

6۔ الفرڈ مارشل کی بیان کردہ تعریف لکھیں؟

ج: ''معاشیات میں انسان کے ان اعمال کا مطالعہ کیا جاتا ہے جن کا زندگی کے روزمرہ کے معاملات سے تعلق ہوتو ہے۔ اس میں انسان کی انفرادی اور اجتماعی مساعی کے اس حصہ کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ جس کا اس بات سے گہرا تعلق ہے کہ انسان خوشحال زندگی کے مادی لوازمات کیونکر حاصل کرتا ہے اور انہیں کس طرح خرچ کرتا ہے۔ پس ایک طرف یہ دولت کا علم ہے۔ دوسری طرف خود انسانی زندگی کے ایک پہلو کا بھی''

7۔ مارشل کی تعریف کی چار خوبیاں بیان کریں؟

ج: مارشل کی تعریف کی چار خوبیاں یہ ہیں۔

① معاشیات ایک معاشرتی علم ہے اور اس میں انسان کے ''معاشی مسائل کو مرکزی اہمیت'' حاصل ہے

② دولت مادی بہبود کا ذریعہ ہے اس امقصد انسانی زندگی کو ''خوشحال'' بنانا ہے 3۔ اس میں انسان کی انفرادی اور اجتماعی دونوں قسم کی کاوشوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔

④ اس میں ایک عام آدمی کے روزمرہ کے معاملات زیر بحث آتے ہیں۔ اس کا تعلق کسی مخصوص طبقہ کے افراد سے نہیں۔ یہ صارفین کے عمومی رویوں کی وضاحت کرتا ہے

8۔ الفرڈ مارشل کی تعریف کی تین خامیاں بیان کریں؟

ج: الفرڈ مارشل کی تعریف کی چار خامیاں یہ ہیں

① لوازمات کی تقسیم درست نہیں ② علم معاشیات کا دائرہ کار محدود کر دیا ہے۔

③ فلاح کی پیمائش ممکن نہیں ④ فلاح کا مفہوم واضح نہیں۔

9۔ الفرڈ مارشل کی تعریف خواہشات میں پسند اور ناپسند کا سوال کیوں پیدا کرتی ہے؟

ج: الفرڈ مارشل کے نزدیک تمام معاشی سرگرمیوں کا تعلق انسان کی مالی خوشحالی سے ہے۔ اس میں غیر مادی لوازمات کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اس لیے پسند و ناپسند کا سوال پیدا کیا ہے۔

10۔ پروفیسر رابنز کی بیان کردہ تعریف لکھیں؟

ج: ''علم معاشیات میں اس انسانی رویے کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو متعدد مقاصد اور متبادل استعمال میں آنے والے محدود ذرائع کے مابین بطور ایک رشتہ کے کارفرما ہوتا ہے''

11۔ رابنز کے مطابق انسانی معاشی زندگی کی خصوصیات بیان کریں؟

ج: رابنز کے مطابق انسانی معاشی زندگی کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

① لاتعداد مقاصد ② اہمیت کے لحاظ سے مقاصد میں فرق

③ کمیاب ذرائع ④ ذرائع کا متبادل استعمال

12۔ رابنز کی تعریف کی چار اہم خوبیاں بیان کریں؟

ج: رابنز کی تعریف کی چار اہم خوبیاں درج ذیل ہیں۔

① زندگی کی حقیقتوں کے زیادہ قریب ہے ② جامع اور سائنٹیفک ہے

③ غیر جانبدار ہے ④ معاشیات کو طبعی علم کا درجہ دیا گیا ہے

13۔ الفرڈ مارشل اور پروفیسر رابنز کے نقطہ نظر میں فرق بتائیں؟

ج: الفرڈ مارشل کے مطابق معاشیات ''مادی خوشحالی کا علم'' ہے اور اس میں صرف وہی معاشی سرگرمیاں زیر بحث آتی ہیں جو زندگی کے روزمرہ کے معاملات سے متعلق ہوں اور کا مقصد انسان کی ''مادی خوشحالی'' سے وابستہ ہوں جبکہ پروفیسر رابنز معاشیات کو ایک ''غیر جانبدارانہ علم'' قرار دیتے ہیں اور اس میں تمام معاشی سرگرمیاں زیر بحث آتی ہیں جن کا تعلق مادی اور غیر مادی دونوں قسم کی معاشی حاجات کی تسکین سے ہوتا ہے۔

14۔ معاشی مسئلہ سے کیا مراد ہے؟

ج: چونکہ انسانی خواہشات بے شمار ہیں۔ ان کی اہمیت میں فرق پایا جاتا ہے جبکہ ذرائع محدود ہیں اور متبادل استعمال میں آسکتے ہیں۔ لہٰذا ہر انسان کے سامنے انتخاب کا مسئلہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے محدود ذرائع کو کن خواہشات کی تسکین کے لئے استعمال میں لائے۔ کیونکہ وہ اپنی تمام خواہشات کو بیک وقت پورا نہیں کرسکتا۔ پس جب درج بالا چاروں خصوصیات یکجا ہو جائیں تو معاشی مسئلہ جنم لیتا ہے۔

15۔ علم معاشیات کا موضوع بحث کیا ہے؟

ج: چونکہ انسانی حاجات لاتعداد ہیں جن میں سے اکثر بار بار جنم لیتی ہیں جبکہ ان حاجات کی تسکین کے ذرائع محدود ہیں لہٰذا انسان اپنی کوشش اور جدوجہد سے ان اشیاء اور خدمات کے حصول کو ممکن بناتا ہے۔ جو معاشی حاجات کی تسکین کا باعث بنتی ہیں۔ یہی انسانی معاشی سرگرمیاں اور جدوجہد علم معاشیات کو موضوع بحث بنتی ہے۔

16۔ معاشیات کا نفس مضمون کیا ہے؟

ج: معاشیات کے نفس مضمون سے مراد علم معاشیات کے معاشی مطالعے کا موضوع یا نقطہ نظر جاننا کے ہیں۔ مختلف ماہرین معاشیات نے مختلف ادوار میں اپنا اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے۔ پروفیسر آدم سمتھ نے معاشیات کو دولت کا علم ڈاکٹر الفرڈ مارشل نے اسے مادی فلاح و بہبود کا علم جبکہ پروفیسر رابنز نے اسے محدود ذرائع اور لامحدود خواہشات کے مابین تعلق کا علم قرار دیا ہے۔ لہٰذا انسان اپنی لامحدود خواہشات کو پورا کرنے کے لئے معاشی جدوجہد کرتا رہتا ہے۔ اور اس طرح ہر شخص کی روزمرہ کی زندگی معاشی محور کے گرد گھومتی ہے اور یہی معاشی جدوجہد اصل میں معاشیات کا نفس مضمون کہلاتا ہے۔

17۔ علم اور فن میں کیا فرق ہے؟

ج: علم سے مراد کائنات کے کسی شعبے سے معلومات کا ایسا باضابطہ مجموعہ ہے۔ جس کو غیر جانبدارانہ طور پر مشاہدہ یا مطالعہ کے بعد مرتب کر کے اسباب و نتائج کے درمیان تعلق قائم کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہو جبکہ فن سے مراد علمی قوانین کو عملی صورت میں بروئے کار لانا ہے یعنی علم کے عملی استعمال کا نام فن ہے

18۔ علم الحقیقت سے کیا مراد ہے؟

ج: علم الحقیقت ایک ایسا علم ہے جس میں واقعات کا خالص علمی رنگ میں مطالعہ کیا جائے اور غیر جانبدارانہ طور پر اسباب و نتائج کا تعلق قائم کیا جائے جیسے علم طبیعات اور علم کیمیا وغیرہ

19۔ علم الہدایت سے کیا مراد ہے؟

ج: علم الہدایت ایسا علم ہے جس میں مشاہدہ اور مطالعہ کے ذریعے معلومات کو مرتب کر کے غور کرنا کہ کیا ان نتائج اور اسباب کا تعلق درست ہے یا نہیں اور کیا ان اصولوں کو ایسا ہونا چاہیئے یا نہیں۔ مثال کے طور پر پاکستان میں فی کس آمدنی کے کم ہونے کا جائزہ وغیرہ۔

20۔ معاشی قوانین سے کیا مراد ہے؟

ج: معاشی قوانین ایسے رجحانات کے مظہر ہیں جو مخصوص اسباب کے نتیجہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ عمومی رویوں کا اظہار کرتے ہیں۔ مثلاً قانون طلب، قانون رسد، قانون تقلیل افادہ مختتم وغیرہ۔

21۔ معاشی قوانین کی چار خصوصیات لکھیں؟

ج: معاشی قوانین کی چار خصوصیات درج ذیل ہیں۔

① مشروط نوعیت کے ہوتے ہیں ② عمومی نوعیت کے ہوتے ہیں
③ پیش گوئی نہیں کی جا سکتی ④ اختیاری نوعیت کے ہوتے ہیں

22۔ معاشی قوانین کا طبعی علوم کے قوانین سے موازنہ کریں؟

ج: ① معاشی قوانین معاشرے میں رہنے والے افراد کے ایسے مخصوص طرز عمل کا اظہار کرتے ہیں جنہیں مخصوص حالات کے تحت اختیار کیا جاتا ہے۔

② یہ مشروط، عمومی اور اختیاری نوعیت کے ہوتے ہیں۔ ان کی پیش گوئی نہیں کی جا سکتی اور خلاف ورزی کی صورت میں کوئی سزا یا جرمانہ نہیں ہوتا جبکہ طبعی علوم کے قوانین کا تعلق مادے سے ہوتا ہے جو کہ ایک بے جان شے ہے لہذا ایک عمل با ربار دہرانے سے ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے۔ یہ مقداری نوعیت کے ہوتے ہیں اور ان میں زیادہ قطعیت پائی جاتی ہے۔

23۔ معاشی قوانین کو اخذ کرنے دو طریقے لکھیں؟

ج: معاشی قوانین کو اخذ کرنے کے دو طریقے درج ذیل ہیں

① استخراجی طریقہ استدلال ② استقرائی طریقہ استدلال

24۔ معاشی قوانین اور ریاستی قوانین میں فرق بتائیں؟

ج: ① ریاستی قوانین کی پابندی لازم ہوتی ہے، جبکہ معاشی قوانین اختیاری نوعیت کے ہوتے ہیں۔

② ریاستی قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں سزا یا جرمانہ ہوتا ہے۔ لیکن معاشی قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں ایسا نہیں ہوتا۔

③ ریاستی قوانین منسوخ کئے جا سکتے ہیں جبکہ معاشی قوانین منسوخ نہیں کئے جا سکتے کیونکہ یہ لوگوں کے مخصوص طرز عمل کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

25۔ جزیاتی اور کلیاتی معاشیات میں فرق بتائیں؟

ج: جزیاتی یعنی جزوی معاشیات میں معیشت کے مختلف شعبوں کا الگ الگ چھوٹی اکائیوں کی صورت میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی شے کی طلب، قیمت کا تعین اور کسی صارف کا رویہ وغیرہ۔ جبکہ کلیاتی معاشیات میں معیشت کا مجموعی طور پر جائزہ لیا جاتا ہے اور مسائل کو قومی بین الاقوامی سطح پر بیان کیا جاتا ہے۔ مثلاً قومی آمدنی، مجموعی طلب، قومی بچت، بین الاقوامی تجارت وغیرہ۔

26۔ اثباتی یا ایجابی معاشیات سے کیا مراد ہے؟

ج: اثباتی/ایجابی معاشیات میں معاشی مسائل کے اسباب اور نتائج بیان کئے جاتے ہیں۔ حالات کا جوں کا توں مطالعہ کیا جاتا ہے اور معاشی زندگی کے بنیادی حقائق کا غیر جانبدارانہ مشاہدہ اور تجزیہ کیا جاتا ہے جیسا کہ کلاسیکی معیشت دانوں کا معاشیات کو ''محض علم الحقیقت'' کہنا اور پروفیسر رابنز کا اسے ''غیر جانبدرانہ علم'' کا درجہ دینا وغیرہ۔

27۔ اطلاقی یا نظریاتی معاشیات کی تعریف کیجئے؟

ج: نظریاتی معاشیات میں جو قوانین اور اصول بیان کئے جاتے ہیں ان کا کسی ملک کے مخصوص حالات پر اطلاق کر کے اس ملک کے معاشی مسائل کو حل کرنے کے لئے عملی اقدامات کا نام اطلاقی یا نظریاتی معاشیات ہے۔

28۔ استقرائی طریقہ اور استخراجی طریقہ میں فرق واضح کریں؟

ج: استقرائی طریقہ استدلال کو تاریخی طریقہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں ''مخصوص حالات سے عام حالات کی طرف سفر کیا جاتا ہے'' یعنی جب زاہد کی آمدنی میں اضافہ ہوا تو اس نے اشیاء کی خرید بڑھادی لہذا آمدنی میں اضافہ سے اشیاء کی طلب بڑھ جاتی ہے جبکہ استقرائی (کلاسیکی) طریقہ میں ''عام حالات سے خاص حالات کی طرف سفر کیا جاتا ہے''۔ یعنی عام اور سادہ حقائق کو بنیاد بنا کر ان سے خاص نتائج اخذ کئے جاتے ہیں مثلاً انسان فانی ہے چونکہ اکبر بھی ایک انسان ہے لہذا وہ بھی فانی ہے۔ اسی طرح جب کسی شے کی قیمت کم ہوتی ہے تو اس کی طلب میں اضافہ ہو جاتا ہے اسے ''قانون طلب'' کا نام دیا جاتا ہے۔

29۔ معاشیات کی عملی اہمیت کے چار نکات لکھیں؟

ج: ① معاشی مسائل کا حل ② تاجروں کے لیے مفید مشورے
③ سیاستدانوں کے لیے راہنمائی ④ صارفین کی مدد

پارٹ II: انشائیہ Descriptive Part

1۔ معاشیات کی ایڈم سمتھ کی پیش کردہ تعریف بیان کیجئے اور اس پر تنقید بھی کیجئے۔

2۔ معاشی مسئلہ سے کیا مراد ہے یہ کیونکر پیدا ہوتا ہے۔ پروفیسر رابنز کی تعریف کی روشنی میں وضاحت کیجئے۔

3۔ ڈاکٹر مارشل کی بیان کردہ تعریف کی وضاحت کیجئے نیز اس کی خوبیاں اور خامیاں بھی زیر بحث لائیے۔

4۔ پروفیسر رابنز نے معاشیات کی جو تعریف بیان کی ہے اس کی تشریح کیجئے۔ نیز لکھیں کہ اس تعریف کو ڈاکٹر مارشل کی پیش کردہ تعریف پر کیا فوقیت حاصل ہے۔

5۔ معاشیات کی تعریف بیان کریں۔ آپ کے نزدیک معاشیات کی کونسی تعریف سب سے زیادہ قابل قبول ہے اور کیوں؟

6۔ کیا معاشیات علم ہے یا فن؟ اپنے جواب کے حق میں دلائل دیجئے۔

7۔ معاشی قوانین کی نوعیت اور خصوصیات بیان کیجئے۔

8۔ معاشیات کے نفس مضمون اور وسعت پر روشنی ڈالئے۔

9۔ علم معاشیات کی اہمیت وافادیت بیان کیجئے۔